مذہب کی ضرورت اور ایمان والوں کی صحیح تربیت



اسلام، انسانی خوشی کا دروازہ

اِنسانیت، عقیدہ اور اسلام

بدیع الزماں سعید نورسی (ترکی)
۱۸۷۳ تا ۱۹۶۰

JAHANGIR BOOK DEPOT

مذہب کی ضرورت اور ایمان والوں کی صحیح تربیت

اسلام انسانی خوشی کا دروازہ

انسانیت، عقیدہ اور اسلام

بدیع الزمان سعید نورسی (ترکی)
1873 تا 1960

مترجم و مرتبہ
مظہر بُھٹہ، الیف نیاز

جہانگیر بُک ڈپو
• لاہور • راولپنڈی • ملتان • فیصل آباد • حیدر آباد • کراچی

اسلام، انسانی خوشی کا دروازہ بدیع الزماں سعید نورسی مجموعہ رسالہ نور سے
لائبریری آف کانگریس کیٹالاگنگ ان پبلیکیشن Data Available

ISBN:0-9720654-9-0(pbk.)
سرورق : JBD آرٹ سیکشن، لاہور
قیمت: -/120 روپے

آفس: 257 ریواز گارڈن، لاہور۔فون: 042-7213318 فیکس: 042-7213319
سیلز ڈپو: اردو بازار، لاہور فون: 042-7220879، سیلز ڈپو: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-2765086
سیلز ڈپو: اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5552929
سیلز ڈپو: نزد یونیفارم سنٹر جامع مسجد صدر، رسالہ روڈ حیدرآباد۔فون: 0300-3012131
سیلز ڈپو: اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4781781
سیلز ڈپو: کوتوالی روڈ، نزد امین پور بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2627568
نیاز جہانگیر پرنٹرز، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور نے پرنٹ کی۔فون: 042-7314319

فہرست

چھٹا لفظ

ساتواں لفظ

آٹھواں لفظ

نواں لفظ

گیارھواں لفظ

اکیسواں لفظ

بدیع الزمان اور 'رسالہ نور'

اپنی زندگی بھر کی کامیابی کے کئی پہلوؤں اور اپنی شخصیت اور کردار میں بدیع الزمان (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۶۰ء) اپنے مسلسل اثر و نفوذ سے مسلم دنیا میں ایک اہم مفکر اور مصنف تھے اور اب بھی ہیں۔ انہوں نے موثر ترین اور عمیق ترین طریقے سے اسلام کی عقلی' اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نمائندگی کی' جو اس کی چودہ صدیوں کی تاریخ کے دوران مختلف درجوں میں نمایاں ہے۔ وہ پچاسی برس زندہ رہے۔ انہوں نے تقریباً یہ تمام برس اسلام کے مقصد کے لئے محبت اور گرمی جوشی کے جام چھلکاتے ہوئے صحیح ادراک پر مبنی ایک پر حکمت اور جچی تلی سرگرمی سے قرآن مجید کے زیر سایہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کے تحت گزارے۔

بدیع الزمان نے اس دور میں زندگی بسر کی جب مادہ پرستی اپنے عروج پر تھی اور کئی لوگوں کو کیمونزم کا خبط تھا اور دنیا ایک بڑے بحران میں تھی۔ اس نازک عہد میں' بدیع الزمان نے لوگوں کو یقین کے مصدر کا راستہ سجھایا اور ان میں ایک اجتماعی بحالی کی مضبوط امید ذہن نشین کرائی۔ اس وقت جبکہ سائنس اور فلسفہ نوجوان نسلوں کو دہریت کی طرف گمراہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اور دینی عقائد سے منحرف کرنے والے رویے ایک وسیع دلکشی رکھتے تھے' اس وقت جب یہ سب کچھ تہذیب' جدیدیت اور معاصر فکر کے نام پر کیا جاتا تھا' اور ان لوگوں کو جو اس کی مزاحمت کرنے کی کوشش کرتے تھے' ظالم ترین ایذا رسانی کا ہدف بنایا جاتا تھا' بدیع الزمان نے جدید اور روایتی اداروں میں جو تعلیم اور روحانی تربیت دی جاتی ہے' اسے ان کے ذہنوں اور روحوں میں پھونک کر پوری قوم کی مجموعی طور پر دوبارہ احیاء کے لئے جدوجہد کی۔

بدیع الزمان اس امر کا ادراک کر چکے تھے کہ جدید کفر نے سائنس اور فلسفے سے جنم لیا ہے نہ کہ جہالت سے' جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ فطرت ربانی علامات کا مجموعہ ہے' اس لئے سائنس اور دین متضاد علوم نہیں ہیں' بلکہ وہ (ظاہر طور پر) ایک ہی صداقت کے دو مختلف پیرایہ اظہار ہیں۔ ذہنوں کو سائنسوں سے روشن کیا جانا چاہئے جبکہ دلوں کو دین سے منور کیا جانا چاہئے۔

بدیع الزمان دنیا کی مروجہ دانست میں مصنف نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا پانچ ہزار صفحات پر مشتمل عالی شان مقالہ' رسالہ نور' لکھا کیونکہ ان کا ایک مشن تھا:

انہوں نے سائنس اور فلسفہ کے پروردہ مادہ پرستانہ اور کافرانہ فکری رجحانات کے خلاف جدوجہد کی

اوراسلام کی صداقتوں کوفہم کی ہرسطح کے جدید ذہنوں اورروحوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ رسالہ نور' قرآن مجید کی جدید تفسیر زیادہ تر اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید' قیامت' نبوت' الہامی کتابوں خاص طور پر قرآن مجید' ہستی کی غیر مرئی سلطنتوں' الہامی منزل مقصود اور بنی نوع انسان کے آزاد ارادے' عبادات' انسانی زندگی میں انصاف اور تخلیق کے درمیان بنی نوع انسان کے مقام اور فرض پر مرکوز رکھتی ہے۔

لوگوں کے ذہنوں اور دلوں سے جمع شدہ جھوٹے اعتقادات اور نظریات کی تلچھٹ کو دور کرنے اور انہیں شعوری اور روحانی طور پر پاک کرنے کے لئے بدیع الزمان زوردار طریقے سے لکھتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں۔ وہ نہ تو عالمانہ طریقے سے تحریر کرتے ہیں اور نہ ناصحانہ انداز میں' بلکہ وہ اپنے خیالات اور افکار کو انڈیلنے کے لئے احساسات سے اپیل کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں یقین اور وثوق بیدار کریں۔

۱۹۸۶ء

کچھ مصنف کے بارے میں ۔۔۔!

ایک ایسی مسلمان مملکت میں جسے صدیوں تک عالم اسلام کے خلیفۃ المسلمین کے مستقر رہنے کا شرف حاصل رہا ہو جہاں کے باشندوں کا خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت اور عظمت پر مکمل ایمان ہو جب اچانک ظلمت کے بادل چھا جائیں ۔ جہاں طاقت اور اقتدار کے نشہ میں چور فسطائی حکومت تلوار کے زور پر مذہب کو اس کے نام لیواؤں کے دلوں سے کھرچ کر مٹا دینے پر کمربستہ ہو۔ جہاں دین کو فرسودہ قرار دیکر مساجد میں اذان دینے پر پابندی عائد کردی جائے ۔ مسجدوں پر تالے پڑ جائیں اور مذہب کا نام لینا گردن زدنی جرم قرار پائے ایسے پر آشوب دور میں اگر کوئی دیوانۂ حق ظلمت کے اندھیاروں میں اپنے علم وعمل کے چراغ جلا کر حق کا علم سربلند کرنے کے لیئے تن تنہا باطل قوتوں کے خلاف سینہ سپر ہوجائے ۔ اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اسکے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت کرے ۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ حق کی طرف بلائے ۔ ایسا شخص یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔

قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں ۔ حکومتی جبر و استبداد اور پر تشدد فسطائی ہتھکنڈے ۔ جان لیوا سازشوں کا جال ۔ بیاباں جنگلوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں روا رکھی جانے والی شدید ترین قید تنہائی جیسے مصائب کے انبار جس شخص کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکے ۔ جس نے اپنے لیے سزائے موت کا اعلان سن کر بھی ڈیتھ سکواڈ کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ نماز کو قضا نہ ہونے دیا اس عظیم ترک مجاہد کا نام نامی ہے سعید نورسی ۔ جنہیں ان کے مقلدین بدیع الزمان سعیدِ نورسی کے خطاب سے موسوم کرتے ہیں۔

اس صاحب علم وحکمت کی نوشتہ قرآن پاک کی تفسیر "مجموعہ رسالہ نور" چھ ہزار صفحات پر مشتمل ایک نہایت مفصل روح پرور تصنیف ہے جس میں مصنف نے عقلی دلائل سے نہ صرف دین اسلام اور قرآن پاک پر دشمنان اسلام کی طرف سے نام نہاد سائنس اور منطق کے حوالہ سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کو رد کیا بلکہ ثابت کیا کہ قرآن پاک کے معجزاتی پہلوؤں کی دائمی صداقت ہماری صدی پر آج بھی غالب آتی ہے ۔ اور یہ کہ دین اسلام اور سائنس کے مابین قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے ۔ مجموعہ رسالہ نور کے کروڑہا قارئین ترکی سمیت چہار دانگ عالم میں آج بھی اس عظیم دینی تصنیف سے اکتساب فیض کر کے اپنی روح کو منور کرتے ہیں ۔ سعیدِ نورسی نے "رسالہ نور" کے ذریعے باطل قوتوں کے خلاف دنوں یا

مہینوں کی نہیں بلکہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ پر محیط جنگ لڑی۔ دیکھا جائے تو ان کی تمام عمر اس فریضہ حق کی ادائیگی میں صرف ہوئی۔ ان کے رب نے جہاں انہیں باطل سے ٹکرا جانے کا چٹان جیسا حوصلہ بخشا وہاں اس نے بالآخر اپنے بندے کو کامرانی سے بھی سرفراز فرمایا۔ دورِ ابتلاء میں سعید نورسی پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے۔ ظلمت کدہء دہر میں احیائے اسلام کے لیے ان کی مساعی کا سلسلہ منقطع کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر اللہ کے اس جری مجاہد نے تمام مصائب کے باوجود باطل کے خلاف نہ صرف علمی جنگ جاری رکھی بلکہ اسی دوران اپنی خود نوشتہ قرآن پاک کی تفسیر ''مجموعہ رسالہ نور'' کو بھی مکمل کیا اور اپنے حامیوں کا اتنا وسیع حلقہ بنانے میں کامیاب ہوئے جنہوں نے باطل کے خلاف ان کی جرأت مندانہ جدوجہد میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے وطن کے مسلمانوں میں دین اسلام کے غلبہ کو بحال کرنے کی وہ روح پھونکی جس نے جبر و استبداد کے ایوانوں کو پاش پاش کر دیا یوں یہ کاروانِ حق بالآخر اپنے وطن میں اسلامی اقدار کی بحالی میں کامیاب ہوا۔

بدیع الزماں سعیدِ نورسی آج سے تقریباً سو اصدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ شرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں ''نورس'' میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے انہیں نورسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے جیدّ علماء سے حاصل کی۔ ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دوران مناظرہ اس وقت کے کئی جیدّ علماء کو اپنے پرمغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ان دنوں علماء کے مابین مناظروں کا سلسلہ عام تھا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں زمانے کا اعجاز یعنی ''بدیع الزماں'' کا لقب دے دیا۔

دورانِ تعلیم سعیدِ نورسی نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ آج جب ساری دنیا سائنس اور فلسفہ کی بنیادوں پر استوار نئے زمانہ میں داخل ہو رہی ہے اسلام اور قرآن کی ترویج کا روایتی درسی طریق تعلیم دشمنانِ اسلام کی طرف سے قرآن اور اسلام کے خلاف پھیلائے گئے شکوک و شبہات کو زائل کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ بعینہٖ دینی درسگاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس اور جدید علوم کی تعلیم کو بھی ترویج دیا جانا چاہیئے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلبہ کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینوی تعلیم پانے والے طلبہ کو کٹر پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے گا۔ اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر انہوں نے 1896ء اور پھر دوسری مرتبہ 1907ء میں دارالحکومت استنبول کا سفر اختیار کیا اور سلطان وقت کو اناطولیہ میں ایک ایسی یونیورسٹی کے قیام کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی جہاں جدید سائنسی علوم اور دینوی تعلیم ساتھ ساتھ دی جا سکے ان کی تجویز تو بار

آور نہ ہوئی مگر شومئی قسمت ۔ سلطان کے روبرو ترش لہجہ اختیار کرنے کی پاداش میں انہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑا۔ فوجی عدالت نے انہیں "پاگل" قرار دیتے ہوئے ذہنی امراض کے ہسپتال روانہ کر دیا یہ اور بات کہ ان کے معالجوں نے ان کی مکمل تشخیص کے بعد یہ رپورٹ دی: "اگر بدیع الزماں کے دماغ میں رتی برابر بھی خلل ہے تو پھر تمام دنیا میں ایک بھی شخص ایسا نہیں جسے ہوشمند یا ذی عقل قرار دیا جا سکے۔"

پہلی رہائی

سعید نورسی کی بدقسمتی ۔ ان کے اچھے عزائم اور نیک ارادوں کو ہمیشہ غلط معنی پہنائے گئے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات ہمیشہ ان کا مقدر رہے۔ 1909ء میں انہیں حکومت کے خلاف پیدا ہونے والی بے چینی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے گرفتار کر کے کورٹ مارشل میں پیش کیا گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے نہ صرف حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی بلکہ اس میں انہیں چنداں کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی۔ ان حالات میں جبکہ فوجی عدالت کی کھڑکیوں میں سے بغاوت کے جرم میں پھانسی پانے والوں کی نعشیں لانے لے جانے جیسے روح فرسا مناظر روزانہ نظر آتے ۔ بدیع الزماں نے اپنے مقدمہ کا جرأت مندانہ دفاع کیا۔ جو بالآخر انکی رہائی پر منتج ہوا۔ تاہم یہ انکی پہلی رہائی ثابت ہوئی۔

سرکاری کارگزاریوں سے دلبرداشتہ سعید نورسی رہائی پانے کے بعد مشرقی اناطولیہ پہنچے اور دور دراز علاقوں کا دورہ کر کے پہلی بار لوگوں کے دلوں میں یہ احساس اجاگر کیا کہ ملک میں مطلق العنانیت کے خلاف شروع ہونے والی آزادی کی جدوجہد قطعاً خلاف اسلام نہیں ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ دین اسلام کے مقدس قوانین شخصی ملوکیت کو رد کرتے ہیں۔ جبکہ ہر قسمی جبر سے مُبَــرا آزادانہ سیاسی ماحول اسلامی روح کے عین مطابق ہے۔ 1911ء میں دمشق کی مشہور "مسجد اُمیہ" میں ایک بڑے اجتماع سے جس میں ایک سو سے زائد مذہبی علماء بھی شامل تھے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ جلد یا بدیر جدید دنیا پر ایک صحیح اسلامی تہذیب کا غلبہ ہوگا۔

اپنے خواب کی عملی تعبیر کے لیے انہوں نے ایک بار پھر دارالحکومت کا سفر کیا اس بار انہیں مایوسی نہ ہوئی۔ سلطان نے نہ صرف شرقی اناطولیہ میں ان کی تجویز کے مطابق یونیورسٹی کے قیام کی اجازت دے دی بلکہ اس کے لیے 19 ہزار گولڈن لیرا کی خطیر گرانٹ بھی عطا کی۔ بدقسمتی سے سعید نورسی کا مخلوط طرز تعلیم کی یونیورسٹی کے قیام کا خواب یورپ میں پہلی جنگ عظیم پھوٹ پڑنے کے باعث شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

روسیوں کیلئے دہشت کی علامت

پہلی جنگ عظیم کے دوران بدیع الزمان کو علم کے ساتھ ساتھ تلوار سے جہاد کرنے کا بھی موقع ملا۔ رضا کاروں کے ایک دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے شرقی اناطولیہ اور کا کیشیا کے محاذوں پر انہوں نے قابل قدر جنگی جوہر دکھلائے جنہیں وزیر جنگ اور عثمانی فوجوں کے ڈپٹی کمانڈر انچیف انور پاشا سمیت بہت سے عثمانی جرنیلوں نے سراہا۔ سعید نورسی اور ان کے ساتھی ایک عرصہ تک حملہ آور امریکی اور روسی افواج کے لیے دہشت کی علامت بنے رہے۔ علم وعمل کے اس جری مجاہد نے دوران جنگ بھی عربی زبان میں قرآن پاک کی تفسیر کا کام جاری رکھا۔ کبھی اگلے محاذ پر کبھی خندق میں حتیٰ کہ کبھی گھوڑے کی پشت پر۔ ایک دفعہ بدیع الزمان روسی فوجوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں اسیر ہوگئے۔ انہیں اور ان کے دیگر نوے 90 ساتھیوں کو مغربی روس کے جنگی قیدیوں کے ایک کیمپ کوسٹرو ما میں دو سال تک مقید رکھا گیا۔ یہیں پر انہیں کا کیشائی محاذ پر متعین روسی کمانڈر جنرل نکولا نکولا وتیج جو زار روس کا قریبی رشتہ دار تھا کے جنگی قیدیوں کے کیمپ کے دورہ کے دوران شایان شان تکریم پیش نہ کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔ ہوا یوں کہ یہی جرنیل ایک دن کیمپ کا معائنہ کرنے آیا۔ جب وہ بدیع الزمان کے سامنے سے گزرا تو بدیع الزمان اسکی تکریم کو کھڑے نہ ہوئے۔ استفسار پر بدیع الزمان نے ان الفاظ میں اپنی وکالت کی:

> "میں ایک مسلمان عالم دین ہوں میرے دل میں ایمان کا نور ہے۔
> میں یقین رکھتا ہوں کہ دل میں ایمان کی دولت رکھنے والا شخص بہر حال کسی بھی لادین پر فضیلت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو تکریم پیش کرنے کی اجازت میرا دین مجھے نہیں دیتا اور میں ایسا کوئی عمل نہیں کروں گا جو میرے دین اور ایمان کے خلاف ہو"۔

سعید نورسی کا کورٹ مارشل کر کے انہیں سزائے موت سنا دی گئی۔ سزائے موت پر عمل درآمد ہونے کو تھا کہ بدیع الزمان نے وقت نماز دیکھتے ہوئے اپنا آخری فرض یعنی ادائیگی نماز کیلئے مہلت طلب کی۔ روسی جرنیل جو ڈیتھ سکواڈ کے سامنے بدیع الزماں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا احساس ندامت کے ساتھ بدیع الزماں کے پاس پہنچا اور اعلان کیا کہ ایسے (راسخ العقیدہ) شخص نے جو کچھ کیا وہ واقعی اس کے عقیدہ اور ایمان کے عین مطابق تھا۔ یوں سزائے موت کا حکم واپس لے لیا گیا اور روسی جرنیل نے دشمن اسلام ہونے کے باوجود بدیع الزماں سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا۔ مگر افسوس اس کے برعکس اپنے وطن میں انہیں اپنے ہموطنوں سے ایسی کسی عزت افزائی کی بجائے ہمیشہ قید و بند اور مصائب کا سامنا رہا۔

انگریزوں سے ٹکر

روس میں 1917ء میں کمیونسٹ انقلاب سے پیدا ہونے والی افراتفری کے دوران بدیع الزماں کو فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ایک طویل سفر کے بعد وہ 1918ء میں واپس استنبول پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں انہیں فوجی اعزازی تمغہ سمیت ایک اعلیٰ حکومتی عہدہ کی پیشکش کی گئی۔اور انکی رضامندی سے قبل ہی انہیں دارالحکمت اسلامیہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔سعید نورسی نے البتہ اس پر اپنے اعتراض کا اظہار نہ کیا کیونکہ یہ ایک خالصتاً سائنسی اور علمی منصب تھا۔تاہم یہ سلسلہ بھی زیادہ دیر نہ چل سکا۔جنگ عظیم کے خاتمے پر فاتح اتحادی فوجوں نے اپنے مفتوح دشمنوں سے جو معاندانہ سلوک کیا اس سے ترکی بھی محفوظ نہ رہ سکا۔انگریز فاتحین نے ترکی کو مطیع بنانے کی روایتی استعماری روش اختیار کی تو سعید نورسی ان کے خلاف صحافتی میدان میں سینہ سپر ہو گئے اور انگریزوں سے کھلم کھلا اپنی بھرپور نفرت کا اظہار کیا اخبارات میں شائع ہونے والے اپنے مضامین میں سعید نورسی انگریزوں کو ہمیشہ کتے سے تشبیہ دیتے ہوئے ''بے شرم انگریزی کتوں کے منہ پر تھوک دو'' جیسے رقیق جملے کسنے سے باز نہ آتے۔نتیجتاً انہیں انگریزی عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔تاہم یہ خدائے لم یزل پر ان کے پختہ ایمان کی کرامت تھی کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش سے صاف بچ نکلتے رہے۔1922ء میں حکومت کی طرف سے بار بار کی گئی درخواست پر سعید نورسی انقرہ پہنچے جہاں گرینڈ نیشنل اسمبلی میں ایک شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا گیا ۔تاہم سعید نورسی جن توقعات کے ساتھ دارالحکومت پہنچے تھے وہاں اس کا عشرِ عشیر نہ پا کر انہیں خاصی مایوسی ہوئی۔انہیں یہ دیکھ کر دکھ پہنچا کہ عوامی نمائندگان کی اکثریت اپنے دینی فرائض تک سے یکسر غافل تھی۔اگرچہ انہوں نے ارکان اسمبلی میں سختی سے مذہبی احساس بیدار کرنے کی کوشش کی جس کے سبب 50 سے 60 ارکان و بیوروکریٹ اپنے دینی فرائض نمازوں کی ادائیگی کی طرف بھی رجوع کرنے لگے۔مگر بدیع الزماں نے صرف آٹھ ماہ بعد دارالحکومت کو خیر باد کہہ دیا اور ''وان'' چلے گئے جہاں انہوں نے دو سال کا طویل عرصہ گوشہ نشینی میں گزارا اور اس دوران مراقبہ اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔انہی دنوں وہ المیہ جسے ''مشرق کی بغاوت'' کا نام دیا گیا وقوع پذیر ہوا۔باغیوں نے عوام کے دلوں میں سعید نورسی کی قدر و منزلت کو بھانپتے ہوئے بغاوت میں حکومت وقت کے خلاف ان کے تعاون کے لئے درخواست کی جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ان کا کہنا تھا کہ ''تلوار کو دشمنوں کے خلاف استعمال ہونا چاہیے نہ کہ آپس میں'' انہوں نے باغیوں کو خبردار کیا کہ اس سعی لاحاصل کو ترک کر دو جس میں کامیابی کا امکان نہایت قلیل ہے۔جبکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ چند مجرموں کی حمایت میں ہزاروں بے گناہ شہری اپنے جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھیں''۔بدقسمتی سے حکومت نے ہونے والی اس بغاوت کو پھیلانے کا الزام

بھی سعید نورسی پر عائد کر دیا جس کے نتیجے میں انہیں غربی اناطولیہ جلاوطن کر دیا گیا جہاں سخت نگرانی میں ان پر ظلم واستبداد کے پہاڑ توڑے گئے۔ ظلم وستم کے تمام سرکاری حربوں کے باوجود اللہ کے اس مجاہد نے اپنے آس پاس موجود افراد میں نہ صرف دین حق کی ترویج وتبلیغ کا سلسلہ قائم رکھا بلکہ نہایت رازداری کے ساتھ اپنی نوشتہ تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کی جدوجہد بھی جاری رکھی۔ حکومت کو پتہ چلا تو ایک بار پھر ایک زبردست سازش کے تحت انہیں ''بارلہ'' جلاوطن کر دیا گیا وسطی اناطولیہ کے بلند وبالا پہاڑوں کے بیچوں بیچ واقع اس ویران وبیابان مقام کے گرداگرد سینکڑوں میل تک کسی انسانی آبادی کسی ذی روح کا وجود تک نہ تھا۔ ان کے دشمنوں کا خیال تھا کہ سعید نورسی اس بار شدید بے بسی اور جان لیوا قید تنہائی کے ہاتھوں ضرور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

رسالہ نور کا ظہور

دیکھا جائے تو اللہ اور اس کے دین کی تبلیغ کرنا اتنا بڑا جرم نہیں کہ تبلیغ کرنے والے شخص کی جان لے لینے جیسی مکروہ سازشیں تیار کی جائیں۔ مگر جن دنوں بدیع الزماں سعید نورسی نے اپنے وطن میں اللہ کے دین کی احیاء کا کام سنبھالا ان ایام میں ترکی میں مذہب پر سرکاری طور پر پابندی عائد تھی۔ دین کا نام لینا ناقابل معافی جرم تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب ملک پر ظلم واستبداد اور جور وجبر کی حامل مطلق العنان شخصی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ملک بھر میں اذان دینے پر پابندی عائد تھی۔ مساجد کے دروازوں پر تالے ڈال دیئے گئے تھے۔ ان میں سے بعض مساجد غیر مذہبی مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھیں۔ ہر وہ سلسلہ جو لوگوں کو ان کے شاندار اسلامی ماضی سے ملاتا تھا۔ بزور شمشیر ختم کیا جا رہا تھا۔ زبان پر مذہب کا نام لانا جرم قرار دے دیا گیا تھا۔ اخبارات کو سرکاری ہدایات تھیں کہ ایسا کوئی مواد شائع نہ کیا جائے جو لوگوں بالخصوص نوجوانوں کے ذہنوں میں مذہبی تصورات کو اجاگر کرتا ہو۔ یہ وہ حالات تھے جن میں باطل کے خلاف سعید نورسی اکیلے نبرد آزما تھے۔ انہی حالات نے جنہیں وہ خود ازراہ تفنن اپنا دوسرا جنم کہتے تھے بقول خود انکے ایک نئے ''سعید'' کو پیدا کیا جس نے اپنی آئندہ زندگی دین اسلام کی صداقت پر تحقیق وتبلیغ اور احیائے دین کے لیے وقف کر دی۔ وہ کہا کرتے تھے ''میں دنیا پر ثابت کر دونگا کہ قرآن وہ روحانی آفتاب ہے جو نہ کبھی غروب ہوگا اور نہ جس کی روشنی کبھی ختم ہو سکے گی''۔ اور سعید نورسی نے واقعی ایسا ثابت کر دکھایا۔ بارلہ کی قید تنہائی تو ان کی جان نہ لے سکی۔ البتہ یہاں سے اس نئے ''سعید نورسی'' کا ظہور ضرور ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہی سائنس اور کلچر کی دنیا پر چمکتا ہوا وہ آفتاب بھی جو آج تک لاکھوں کروڑوں ذہنوں میں جگمگا رہا ہے۔ بارلہ میں ایک اکیلی جان پر ستم روائی کی حدیں پھلانگنے والے ان کے دشمن اس

شخص کے پہاڑ جیسے حوصلے کو ابھی تک نہیں سمجھ پائے تھے جو پہلی جنگ عظیم میں حملہ آور روسیوں کے لیے مشکل شخص ثابت ہوا۔ جس نے استنبول میں فاتح انگریزوں کے منہ پر تھوکا وہ جو متعدد بار تختہ دار سے زندہ واپس چل کر آیا۔ حتیٰ کہ انہیں تسلیم کر لینا پڑا کہ گذشتہ صدی کے ان کے ظلم و تشدد کے تمام حربے سعید نورسی کے پائے استقلال میں رتی برابر لغزش لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ شائد ایسے کردار کے غازی کے لیے علامہ اقبال نے کہا تھا ''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی''

بارلہ میں ساڑھے آٹھ سال پر محیط پاگل کر دینے والی قید تنہائی کے دوران سعید نورسی نے ''مجموعہ رسالہ نور'' کا تقریباً تین چوتھائی مکمل کر لیا۔ یہ تمام نسخے قلمی تھے کیونکہ مصنف اور ان سے درس لینے والے پیروکاران مسودات کی طباعت کی مالی استطاعت سے محروم تھے۔ ایسا نہ بھی ہوتا تب بھی شاید حکومتی پابندیوں کے باعث ان نسخوں کی طباعت کسی طور ممکن نہ ہوتی۔ مسوّدوں کی اتنی بڑی تعداد میں قلمی کتابت بجائے خود آسان مرحلہ نہ تھی۔ بہت سے کاتبین کو سعید نورسی سے تعلق رکھنے اور انکے مقالات کی کتابت کرنے کے جرم میں عقوبت خانوں میں شدید جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔

چھ لاکھ قلمی نسخے

قارئین کے لیے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہ ہوگا کہ ایسے حالات میں مذہبی مضامین لکھنا اور ان کی نشر و اشاعت کرنا انتہائی جرأت اور حوصلہ کا کام تھا جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ مگر سعید نورسی اور ان کے شاگردوں نے چھ لاکھ کی کثیر تعداد میں نسخوں کی قلمی کتابت کر کے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ واقعی قابل قدر ہے۔ ان کٹھن حالات میں رسالہ نور کی کتابت اور پھر اناطولیہ کے لاکھوں مسلمانوں میں نہایت راز داری کے ساتھ اس کی ترسیل واقعی جان جوکھوں کا کام تھا۔ مشہور امریکی مصنفہ آنسہ مریم جمیلہ کے الفاظ میں ''یہ کہنا قطعاً مبالغہ آمیزی نہیں ہوگا کہ ترکی میں آج جتنا دین اسلام نظر آتا ہے وہ تمام بدیع الزماں نورسی کی انتھک مساعی کا مرہون منت ہے۔'' یقیناً یہ ایک بڑا کام تھا جو جرأت اور ناقابل تسخیر حوصلہ کے پیکر سعید نورسی کے علم و عمل اور افکار کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ اس نڈر سپہ سالار کی طرح جس کی دوران جنگ شجاعت اور جوانمردی کا مظاہرہ اسکی فوجوں کے لیے اکثر مہمیز ثابت ہوتا ہے۔ سعید نورسی کی جرأت اور جوانمردی نے ان کے ہموطنوں میں حکومتی خوف کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے حواریوں اور حامیوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ جس نے بالآخر لادینیت کا پرچار کرنے والوں کے خواب چکنا چور کر دیئے۔ تاہم اس منزل تک پہنچنے کے لیے سعید نورسی اور ان کے ساتھیوں کو مظالم کے کئی قلزم پار کرنا پڑے۔

1935ء میں سعید نورسی کو ان کے 125 شاگردوں سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ اسکشیر کے عقوبت خانہ میں جہاں دوران سماعت مقدمہ میں وہ گیارہ ماہ تک مقید رہے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ آئندہ موسم بہار میں انہیں رہائی تو مل گئی مگر یہ عارضی ثابت ہوئی۔ انہیں رہائی کے فوراً بعد گرفتار کر کے ایک دوسرے شہر کاستامونو میں جلاوطن کر دیا گیا۔

بدیع الزماں سعید نورسی نے کاستامونو میں نظر بندی کے سات سال گذارے۔ اسی دوران بھی انہوں نے رسالہ نور کی تصنیف اور خفیہ نشرو اشاعت پر کام جاری رکھا۔ شدید پابندیوں کے باعث انہیں رسالہ نور کی اشاعت اور ترسیل کے لیے ڈاک کا اپنا رضا کارانہ نظام قائم کرنا پڑا۔ جس کی بدولت اس عرصہ کے دوران رسالہ نور کے چھ لاکھ قلمی نسخے ہاتھ سے کتابت کر کے اناطولیہ کے مسلمانوں میں ترسیل کیئے گئے۔

1943 میں انہیں اپنے 126 شاگردوں کے ہمراہ دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔ اس مرتبہ انہیں ڈینیزلی کے جرائم کی عدالت کے روبرو پیش ہونا پڑا۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے استنبول میں خفیہ طور پر ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں خدا کی موجودگی کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جلاوطنی کی طرح جیل میں بھی ان کی جدوجہد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ سعید نورسی اب جیل میں مقید معاشرے کے دھتکارے ہوئے مجرموں کو سدھارنے میں جت گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنے لکھنے لکھانے کا کام بھی جاری رکھا۔ چونکہ جیل میں کاغذ اور قلم رکھنے کی اجازت نہ تھی انہیں کاغذی لفافوں پر اپنے مضامین تحریر کرنا پڑتے جنہیں ماچس کی ڈبی میں بند کر جیل کے باہر سمگل کر دیا جاتا تھا۔ ان کا مضمون ''ایمان کا صلہ'' اسی دوران اسی طریق کار کے مطابق لکھا اور شائع کیا گیا۔ سعید نورسی اس مقدمہ میں بھی بالاخر بری ہو گئے مگر سرکاری معمول کے مطابق پھر گرفتار کر کے انہیں امرداگ نامی شہر بھیج دیا گیا۔

طویل انتظار اور رہائی

سعید نورسی کیلئے امرداگ کی جلاوطنی بھی اسی طرح تھی جس طرح کے قیدو بند سے انہیں عمر بھر واسطہ رہا۔ وہی کڑی نگرانی، وہی جبر و تشدد، وہی سازشیں، دوسری طرف ناتواں مگر عزم راسخ رکھنے والا اللہ کا سپاہی جس کا دل اللہ کے دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھا ایک بار پھر انہیں اپنے 53 ساتھیوں سمیت عفیان کے مجرموں کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عفیان میں اسیری کے 20 ماہ کے دوران ان پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ انہیں اس سے قبل پیش آنے والے تمام مصائب ہیچ لگنے لگے۔ سعید نورسی کی عمر اس وقت 75 سال تھی اور وہ اس وقت بہت سی بیماریوں کا بھی شکار تھے۔ پھر بھی انہیں قید تنہائی

کے ایک مختصر ڈربے نما عقوبت خانے میں ڈال دیا گیا جہاں انہوں نے بغیر شیشوں کی ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کے ساتھ کڑکڑاتی سردی کے دو شدید ترین موسم سرما گزارے۔ انکے دشمنوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا اسی عقوبت خانے میں انہیں زہر ملا کھانا بھی کھلا دیا گیا۔ وہ بچ تو گئے مگر زہر خورانی کے باعث ان کی حالت بہت بگڑ گئی۔ صورت حال کی اطلاع پا کر ان کے حواری ان کے مدد کو آئے تو انہیں گرفتار کر کے پاؤں کے تلوؤں پر بید مارنے جیسے شدید ترین تشدد سے دوچار کیا گیا۔ تا آنکہ سپریم کورٹ نے سعید نورسی اور ان کے حواریوں کو دی جانے والی سزاؤں پر عمل درآمد منسوخ کر دیا۔ تاہم عدالت نے یہ فیصلہ کرنے میں بہت زیادہ وقت لیا کہ انہیں دی جانے والی سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جائے یا نہیں۔ اسی طرح سعید نورسی اپنے ہمرائیوں سمیت سزاؤں کی منسوخی کے باوجود طویل عرصہ تک زنداں میں محبوس رہے۔ حتیٰ کہ 1956ء میں سپریم کورٹ نے بالاخر فیصلہ سنا دیا کہ ”ناقابل برداشت حالات میں قید و بند کی سزائیں کاٹنے والے یہ مجرم درحقیقت بے گناہ تھے۔ انہیں رہا کر دیا جائے۔“

1950ء میں ترکی میں ہونے والے پہلے شفاف اور آزادانہ انتخابات جس کے نتیجے میں مذہب کے خلاف شدید بغض رکھنے والی ری پبلکن پیپلز پارٹی کی مطلق العنان اور استبدادانہ حکومت کا خاتمہ ہوا اور ملک میں کثیر الجماعتی نظام کا اجراء ہوا۔ عوام کے بنیادی حقوق کو بحال کر دیا گیا اس طرح سعید نورسی اور انکی جمعیت کی قربانیوں سے بھرپور طویل ترین مساعی کے نتیجے میں ترکی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں اذان پر عائد پابندی ختم کر دی گئی۔ اس وقت بدیع الزمان سعید نورسی پر صرف ایک مقدمہ باقی تھا۔ تاہم انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور بالاخر ایک متفقہ فیصلہ کے تحت انہیں اس مقدمہ سے بری کر دیا گیا۔

بالاخر 23 مارچ 1960 کے روز تقریباً ایک صدی پر محیط اپنی فانی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ اور اسکے دین کی صداقت کا علم بلند رکھنے اور قرآن پاک کے مدلل حقائق سے لوگوں کے دلوں میں انمٹ مہریں لگانے والا یہ مجاہد نہایت وقار اور احتشام کے ساتھ باطل پر حق کی فتح کا پرمسرت احساس لیئے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اپنی طویل ترین جدوجہد کے دوران سعید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زور پر ”رسالہ نور“ کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

انسانیت، عقیدہ اور اسلام

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے''

''اور وہی ہے جس سے ہم مدد مانگتے ہیں تمام تعریف اسی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور ہمارے آخری نبی محمدؐ پر اسکے خاندان اور ساتھیوں پر اللہ کی رحمت اور امن نازل ہو''۔

تعارف

ساتھی مسلمانوں! تم نے نصیحت کا پوچھا تو چند سچائیوں کو تمثیلی انداز میں سنو تم پہلے سے سپاہی ہو، میں انھیں فوجی اصطلاحات میں بیان کروں گا۔

پہلا لفظ

بسم اللہ کی فضیلت

بسم اللہ (اللہ کے نام سے) تمام اچھی باتوں کا آغاز ہے پس ہم بھی اس کے ساتھ اپنی ابتدا کریں گے یہ مبارک جملہ اسلام کی نشانی ہے اور تمام مخلوقات اپنی اپنی زبان کے مطابق اس کو بیان کرتی ہیں اگر تم اس کی لازوال طاقت اور رحمت کا ادراک چاہتے ہو تو نیچے دی گئی تمثیل پر غور کرو۔

عرب کے صحراؤں میں سفر کرنے کے لیئے مسافروں کو کسی قبائلی سردار کا نام اور اس کی امان درکار ہونی چاہیے وگرنہ اُس کو راہزنوں کے ہاتھوں پریشانی اٹھانا پڑے گی اور وہ سفر کیلئے ضروری بہت سی دیگر سہولیات سے بھی محروم رہ جائے گا دو لوگ ایک سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک دل میں عجز رکھنے والا جبکہ دوسرا متکبر اور مغرور ہے۔

اول الذکر شخص نے کسی قبائلی سردار کا نام استعمال کیا۔ جبکہ دوسرے نے نہیں۔ اول الذکر ہر جگہ با حفاظت رہا جب بھی اس کا کسی راہزن کے ساتھ پالا پڑا اس نے کہا ''کہ میں فلاں قبائلی سردار کے نام سفر کر رہا ہوں'' اور وہ محفوظ رہا اور جس خیمے میں بھی داخل ہوا اسے عزت ملی۔اس کے برعکس دوسرے متکبر شخص کو کئی مصائب اور مسلسل خطروں کا سامنا رہا اور اس لیے اس کو زیادہ تگ و دو کرنا پڑی اور ہر چیز کے لیئے دوسرں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑا۔پس وہ رسوا اور ذلیل ہوا۔

اے متکبر روح! تم ایک مسافر ہو اور یہ دنیا ایک صحرا کی طرح ہے۔تمہاری کمزوری اور لاچارگی کی کوئی حد نہیں اور تمہاری مشکلات اور دشمن بے شمار ہیں جس سے تمھیں نمٹنا ہے اسی مثال کو لیجیے: دنیا میں ہمیشہ باقی رہنے والے حاکم اور لافانی مالک کے اسماء الحسنٰی کے متعلق جانکاری پیدا کرد کیونکہ وہی تمھیں خوف اور محتاجی سے نجات دلا سکتا ہے۔

بسم اللہ ایک مقدس خزانہ ہے اور یہ تمھاری بے حد غربت اور کمزوری کو لامتناہی طاقت اور رحم کرنے والے قادر مطلق کی طاقت سے جوڑ دیتا ہے اس کو تمھارا شافعی بنا دیتا ہے اس خالق و مالک کی اعلی وارفع عدالت میں۔ جب تم بسم اللہ کہتے ہوتو اس کے نام پر کام کرتے ہوتم اس ایک سپاہی کی طرح ہو جو کہ ایک مضبوط سلطنت کے نام پر کام کرتا ہو اور وہی تمھارے قانون بنائے۔ پس تم تمام مصیبتوں کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے ہو۔

اس طرح ہر ایک چیز اپنے وجود کے حساب سے کیسے بسم اللہ پڑھتی ہے؟ مثال کے طور پر ایک اجنبی کسی شہر میں پہنچنے کے بعد اسکے لوگوں کو کوئی حکم دیتا ہے اور وہ پورا کرتے ہیں تو وہ اس اجنبی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایسا حکومت کی اتھارٹی اور طاقت پر ہوتا ہے بالکل اسی طریقے سے ہر کام اللہ کے نام پر ہوتا ہے جو کہ تمام جہانوں کا مالک ہے چھوٹے چھوٹے بیج بڑھ کر درخت بنتے ہیں اور پہاڑ جتنا وزن اٹھاتے ہیں۔ ہر درخت بسم اللہ پڑھتا ہے اور اس کی رحمت کے خزانہ سے پھل اپنے ہاتھوں سے انسانوں کو پیش کرتا ہے ہر ایک باغ بسم اللہ پڑھتا ہے اور اس کی الٰہی طاقت کے باورچی خانہ کے برتن کی طرح ہے جس میں کئی قسم کے لذیز کھانے تیار ہوتے ہیں۔

تمام حلال جانور مثلاً گائے، اونٹ، بھیڑ، بکری وغیرہ بھی بسم اللہ پڑھتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی کثرت سے دودھ کا چشمہ بن جاتے ہیں وہ ہمیں اس رازق کے نام پر شفاف اور خالص خوراک مہیا کرتے ہیں گھاس کا ہر پتا اور پودا، ہر جڑ اور تنا بسم اللہ پڑھتا ہے۔ تمام پودے، درخت، گھاس کی جڑیں اور ریشم کی طرح ملائم ریشے اور سخت پتھر اور زمین سب بسم اللہ پڑھتے ہیں اس کا نام پکارتے ہیں جو بڑا رحیم ہے اور ہر چیز جس کی مطیع ہے۔

ایک درخت کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی جڑیں بغیر کسی رکاوٹ کے زمین اور پتھر میں پیوست ہو جاتی ہے اور اس کے سبز پتے انتہائی گرمی کے باوجود نمی برقرار رکھتے ہیں۔ یہ حقائق فطرت پرستوں کو بہت پریشان کرتے ہیں اور یہ ان فطرت پرستوں کی ''نابینا آنکھ'' کے لیئے مزید اضطراب کا باعث بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں ''تمھیں آگ اور سختی کی طاقت پر یقین ہے مگر وہ امر ربی کے تابع ہیں''۔

یہی وجہ ہے کہ ہر پودے کا نرم ریشہ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں کی طرح ہے۔

''جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو پتھر پر، سو بہہ نکلے اُس سے بارہ چشمے''۔

(البقرہ 2:60)

یہ امرِ ربیّ تھا۔ مقناطیس تو لوہے کو کھینچتا ہی ہے۔ اللہ کے حکم پر پتھر نے پانی کھینچ کر پہنچا دیا۔ پھر جب ابراہیم خلیل اللہ کو نمرود نے آگ میں ڈلوانے کا حکم دیا۔ آگ تیار ہوئی، شعلہ بن کر بھڑک اٹھی، تو میرے رب نے فرمایا:

"اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا سخت گرمی کے مقابلے میں"۔

پس جو کچھ ہوتا ہے حکم رّبی سے ہی ہوتا ہے۔ لفظ بسم اللہ اُسی پاک نام سے کسی کام ابتداء کیلئے مبارک ترین ہے۔ کہ اس میں اُس کے نام کی برکت شامل ہو جاتی ہے۔

تمام چیزیں باطنی طور پر بسم اللہ پڑھتی ہیں اور اللہ کی نعمتیں ہم تک پہنچاتی ہیں۔ پس ہمیں بھی بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ یعنی کہ دین اس کے نام پر ہو اور جو لوگ اس کا نام نہیں پکارتے ان سے کوئی چیز نہین لینی چاہیے۔

سوال: ہم لوگوں کو اس چیز کا معاوضہ دیتے ہیں جو وہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ تو صرف (Tray-Bearer) ہیں۔ اللہ جو حقیقی مالک ہے ہر چیز کا ہم سے کیا معاوضہ طلب کرتا ہے؟

جواب: حقیقی نوازنے والے کی تمام چیزیں اور نعمتیں جس سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کے دینے والے کو تین طریقوں سے یاد کرنا چاہیے۔ اس کی یاد، شکر اور فکر سے۔ کسی بھی کام کے آغاز میں بسم اللہ کہنا اس کی یاد کا ایک بہانہ ہے اور آخر میں الحمد للہ (تمام تعریفیں اس کے لیئے ہیں) کہنے کا مطلب اس کا شکر ادا کرنا ہے فکر کا مطلب ہے کہ ہم جو قیمتی اور فراخدلانہ سخاوتیں اُس کی طرف سے معجزات کی شکل میں حاصل کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا اور انکے متعلق سوچ و بچار کرنا ہے کہ وہی ہے تمام قوتوں کا لافانی منبع جو ہمیں سب کچھ عطا کرتا ہے۔

اگر تم کسی ایک شخص کے ہاتھ کا بوسہ لو جو تمھارے لیے ایک قیمتی تحفہ لایا ہو بغیر اس حقیقی تحائف بھیجنے والے کی پہچان کیلئے تو تم بہت بڑی غلطی کرتے ہو حقیقی نوازنے والے کو بھلا کر کسی ظاہراً نوازنے والے کی تعریف کرتے ہو اور اسی سے دل لگاتے ہو تو یہ انتہائی بری بات ہے۔ اے روح اگر تم ایسی حماقت سے بچنے کی خواہش رکھتی ہو تو اپنے تمام کام اس اللہ کے نام پر کرو۔ کام کے آغاز و انجام تک اس کا ہی نام ہو۔ یہ تمھارے لیے کافی ہوگا۔

چودھویں شعاع کا دوسرا مقام

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ میں بسم اللہ کے لامحدود رازوں میں سے چھ کی وضاحت کرتا ہوں۔ یہ سب راز خود میری ذات پر عیاں ہوئے جنہیں میں ''چودھویں شعاع کا دوسرا مقام'' کے نام سے پکارتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ان لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے جو میرے ساتھ روحانی عقیدت رکھتے ہیں اور جن کی ارواح مجھ سے زیادہ بصیرت والی ہیں اور یہ دلیل ذہن کی بجائے دل کو زیادہ اپیل کرتی ہے اور عقلی ثبوت سے زیادہ روح کی تسکین کا سامان مہیا کرتی ہے۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

ملکہ نے کہا! ''اے سردارو! وہ قابل احترام خط میرے حوالے کرو جو سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور ہے اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان، فضل کرنے والا ہے۔''

(27:29-30)

پہلا راز

آقا و مالک کی تین علامتیں کائنات کے چہرے پر زمین اور انسانیت پر ثبت کی گئی ہیں وہ ایک دوسرے میں پیوست ہیں اور ہر ایک دوسری کا انداز اپناتی ہے۔

(Divinity/ ایزدیت/ تقدیر)

ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات میں تمام موجودات کیسے ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کرتی ہیں اور ان میں کتنا باہم میل جول اور عمل ورد عمل ہے۔ رجوع کرانے والا ہے اللہ کے نام پر۔

الہامی بانی

ہم جانوروں اور پودوں کی نشو و نما اور ترتیب میں ہمدردی اور شان و شوکت اور ہم آہنگی، نظم وضبط اور شکل وصورت میں یکسانیت اور ربط دیکھتے ہیں دھیان دلانے والا ہے بڑا رحیم، ترس کرنے والا اور مہربان۔

الہامی رحم

ہم اپنی جامع فطرت کے چہرے پر الہامی رحم کی بکھری ہوئی کرنیں، الہامی بھلائی کی نفاستیں اور الہامی رحمدلی کی عمدہ ہم آہنگی دیکھتے ہیں۔ وہی ہے رجوع دلانے والا بڑا ہمدرد، فضل کرنے والا اور ترس کرنے والا۔

پس بسم اللہ وحدانیت کی تین علامتوں کا مقدس اظہار ہے۔ یہ علامتیں کائنات کی کتاب میں ایک عظیم حد، شان وشوکت والا وجود اور ایک سنہری دھاگے کے متعلق بتاتی ہیں، نازل کی ہوئی بسم اللہ کا نشان پوری انسانیت کو، کائنات کی چھوٹی چھوٹی باریکیوں اور نتائج کو اپنی لپیٹ میں لیئے ہوئے ہے۔ بسم اللہ دنیا کو تخت ایزدی کے ساتھ منسلک کرتی ہے اور اس کی طرف ہماری سربلندی کا سیدھا راستہ ہے۔

دوسرا راز

تمام مخلوقات کی لامحدود تعداد فرداً فرداً وحدتِ ربی کی نشاندہی کرتی ہے۔ قرآن کریم اظہار کے معجزے کے طور پر ہمارے دماغوں کو یکدم مسحور نہیں کرتا بلکہ وحدت کے اندر یکتائی کی وضاحت تسلسل کے ساتھ کرتا ہے۔ الہامی نام تمام موجودات پر جلوہ گرہ ہے

ایک مسابقت پر غور کیجیے: سورج بے حساب چیزوں کو اپنی روشنی کی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ لیکن اسکی مجموعی روشنی کو ذہن میں رکھنے کے لیئے ہمیں تصوراتی اور بصارت والی طاقت کی ضرورت ہوگی۔ خدانخواستہ سورج کو بھول جائیں۔ تمام چمکتی ہوئی چیزیں اپنی اپنی خاصیتیں روشنی اور گرمی میں جتنا کہ وہ کرسکتی ہیں اور وہ سورج کی طرح نمایاں ہوتی ہیں۔ پھر اس ظہور کا ادل بدل ہوتا ہے کیونکہ تمام خاصیتیں، روشنی اور رنگ مختلف چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں ایسے جیسے کہ سورج مدمقابل ہے

الہامی ناموں کے اظہار کے ایک چیز پر منتج ہونے کا دوسرا نام ہے جیسا کہ خدا کی یکتائی اور اسکی لافانی مدد ہے اسی طرح اسکے الہامی نام بھی ہر چیز میں نمایاں ہیں خاص طور پر ذی حس مخلوقات میں اور شیشے کی طرح شفاف فطرت میں اسکا ہر نام خدائی وحدت کی بدولت ہر مخلوق کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ قرآن کریم مسلسل وحدت ربی کے اندر وحدت کی نشانی کے باوجود ہماری توجہ مبذول کراتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے دماغ اس وحدت سے ہٹ جائیں اور ہمارے قلوب اس خالص اور مقدس ہستی سے بے توجہ ہو جائیں۔ بسم اللہ وحدت ربی کی نشانی کے تین اہم پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔

تیسرا راز

الہامی رحم کائنات کی خوشی کا باعث بنتا ہے۔تاریک وجودوں کو روشنی کی کرن اور زندگی کی جلا بخشتا ہے اوران مخلوقات کو توانائی فراہم کرتا ہے جو زندگی کی نہ ختم ہونے والی ضروریات کے لئے پیکر جستجو ہیں۔یہ کائنات کو انسانیت کی طرف لے جاتا ہے اور ہماری مدد کرتا ہے جس طرح ایک درخت اپنے پھل کی طرف جاتا ہے۔یہ ہمیں لطف اندوز کرنے کیلئے اس بے حد بیکار اور بنجر خلا کو بھی نہ صرف پُر کرتا ہے بلکہ جلا بھی بخشتا ہے۔فضل ربی فانی انسان کو لافانی بنا دیتا ہے اور جس مخلوق سے یہ مخاطب ہوتا ہے اور محبت کرتا ہے اسکے لافانی ہونے سے پہلے اور بعد کے درجات بلند کر دیتا ہے۔

بے شک فضل ربی ایک طاقتور سچائی ہے جو کہ مددگار بھی ہے، ملائم بھی، دعوت دینے والی بھی اور قابل محبت بھی ہے۔کہو، اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔اس سچائی کو اپنائیں اور اپنی بے حد ضروریات اور بنجر پن سے چھٹکارا حاصل کریں۔آیئے اس مختار کل کے قریب جو اس لافانی زندگی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی لافانی ہے اور ایسے ہو جایئے جس سے وہ مخاطب ہوتا ہے اس کا دوست ہوتا اور محبت کرتا ہے۔

تمام موجودات بصیرت اور مقصد کے ساتھ بنی نوع انسان کے اردگرد کیوں اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک مکمل احترام اور شان وشوکت کے ساتھ ہماری ضروریات پورا کرتے ہیں کیا وہ ہماری مدد کرتے ہیں اور ہمیں مکمل طور پر پہچانتے ہیں؟ ناممکن ہے یہ سب۔اور کیا ہم ہی یہ سب کچھ کرتے ہیں جن کے پاس کچھ استطاعت نہیں ہے اور کیا ہم مختار کل اور نہایت ہی طاقت کا مالک ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ یا کہ جو مدد ہم تک پہنچتی ہے وہ اس ظاہری کائنات کے پیچھے پردے میں پنہاں ایک یقیناً طاقت ور کی پہچان کے ذریعے آتی ہے؟ دوسرے لفظوں میں تمام موجودات ہمیں اس لیے پہچانتے ہیں کیونکہ وہ تمام جاننے والا اور مہربان ہمیں پہچانتا ہے اور ہم سے واقف ہے

اس پر غور کیجیے: وہ عالی مرتبہ جو تمام موجودات کو تمہاری طرف متوجہ کرتا ہے۔

جس کے ہاتھ تمہاری مدد کے لیئے پھیلے ہوئے ہوتے ہیں نہیں جانتا نہیں دیکھتا تمہارے حالات سے باخبر ہے جب تم ضرورت میں ہوتے۔وہ تمہیں سکھاتا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے تمہیں اپنے فضل سے۔پس اسے جانیئے اور عزت دکھایئے اس میں جو تم کرتے ہو۔پورے یقین کے ساتھ سمجھ لیجیے کہ فضل ربی کی سچائی نے کائنات کو تمھاری خدمت کے لیے تابع کر دیا ہے حالانکہ تم ایک معمولی، حقیر، کمزور اور ضرورت مند مخلوق ہو۔

ایسا ترس مکمل اور مخلص شکر گزاری کا متقاضی ہے بے حد اور ایماندارانہ عزت کے ساتھ کہو، اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور ایسے جذبات کی صحیح عکاسی اور اظہار کرتا ہے۔ اسکو ذریعہ بنا لیجیے اس کے رحم کا، ایک مددگار اور وکیل بنا لیجیے اس کو اس تمام رحمتوں کے مالک کی عدالت میں۔

فضل ربی کی حقیقت اور موجودگی ایسے واضح ہے جیسا کہ یہ ایک مرکزی نقش ونگار والا پردہ سمتوں کو اکٹھا کر کے پہنایا جاتا ہے اور ٹیڑھے دھاگوں کی ایک سمت متعین کی جاتی ہے اور پھر ان کو مرکز کی طرف موڑا جاتا ہے۔ اسی طرح چمکتے ہوئے سنہری دھاگوں کو الہامی ناموں تک جوڑا گیا ہے جو کہ اس کے رحم کی مہر ثبت کرتے ہیں ایک ایسا نقش جس میں نرم دلی ہے ایک ایسا طریقہ جس میں بھلائی ہے اس کے رحم کی تمام بھلائی کے ساتھ اور وہ انسانی ذہنوں میں سورج سے بھی زیادہ نمایاں طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔

وہ مہربان تمام رحم کرنے والا جس نے ہر چیز کو زندگی کی خدمت کے لیے پیدا کیا، وہ اپنی ہی مہربانی سے فضل عطا کرتا ہے جانوروں اور پودوں کی ممتا کے لیے اپنے فضل کی غیر معمولی مٹھاس پیدا کرتا ہے وہ انسانیت کے لیے زندگی کو پُر لطف بناتا ہے اور عظیم رحم اور الہامی ترس کے ذریعے ہمارے درجات کو مزید اونچا اور دلکش بناتا ہے اور اپنی ناپائیدار مخلوقات اور انسانیت کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اگر تم حقیقی طور پر انسان ہو تو اے بنی نوع انسان، کہو کہ اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس حقیقی مددگار کی تلاش اور جستجو کرو۔ فضل ربی ہے کہ جو زندگی بخشتا ہے اس کو پروان چڑھاتا ہے اور جانوروں اور پودوں کی انواع کے لیے بندوبست کرتا ہے یہ نہ تو کسی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہ ہی پریشان بلکہ بھلائی اور دانشمندی صحیح وقت پر ہو اور مکمل نظم وضبط کے ساتھ پھیلاتا ہے اور روئے زمین پر اس کی وحدت کا نشان ثبت کرتا ہے۔ فضل ربی کا وجود اسی طرح ہی یقینی ہے جس طرح کہ زمینی مخلوقات اور ہر مخلوق ایک ثبوت بھی ہے۔ وحدت ربی اور الہامی رحم کی نشانی زمین پر اور انسانی فطرت میں نمایاں ہیں۔ اس کا رحم کائنات پر ثبت شدہ فضل ربی اور ترس سے کسی بھی طریقے سے کم نہیں ہے۔ ہماری فطرت بڑی جامع ہے جیسا کہ ہم الہامی ناموں کا مرکزی نقطہ ہیں اور اس کی بناوٹ یعنی تخلیق کا مرکز ومحور بھی۔

وہ جس نے تمہیں اتنا حسین چہرہ دیا ہے پھر اس پر اپنی رحمت اور وحدت کی مہر لگائی ہے کیسے تمہیں تمہاری تراکیب پر چھوڑ دے؟ وہ تمھیں کس طرح اہم نہ سمجھے تمھارے اعمال کو اہمیت نہ دے اور تمام مخلوقات کو بیکار اور بے فائدہ سمجھے جو تمہارے لیے پیدا کی گئی ہیں؟ وہ کیسے تخلیق کے درخت کو غیر

اہم کہے اور اس کے پھل کو گلنے سڑنے دے؟ کیا وہ اپنے رحم کو چاہے گا کہ اس کا انکار کیا جائے حالانکہ یہ سورج کی طرح عیاں ہے اور اس کی دانشمندی روشنی کی طرح صاف وشفاف ہے کبھی بھی اس میں شک نہیں کیا جاسکتا ہے یا نقص نہیں نکالا جاسکتا۔

تم الہای رحم کے تخت کی طرف بڑھ سکتے ہو''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے'' کے ذریعے سے تمام اچھے اعمال اور تمام اہم کتابوں اور ہر قرآنی سورۃ کی ابتدا پر نظر ڈالتے ہوئے ان کی اہمیت کو ذہن نشین کرلو۔ اس حکم کی عظمت کی ایک واضح دلیل عظمت تو اس نے ہی متعین کی ہے، امام شافعی کی تفسیر میں ہے''اگر چہ بسم اللہ ایک واحد آیت ہے مگر قرآن کریم میں اسکو ایک سو چودہ مرتبہ نازل فرمایا گیا''

چوتھا راز

وحدت ربی اپنے اندر بے پناہ کثرت کے ساتھ نمایاں ہے (کئی انفرادی مخلوق کے ساتھ) ''کہو۔ تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں'' (1:5) کیا کافی نہیں ہے ہمارے ذہنوں کے لیے یہ حقیقت۔ ہمارے دل زمین کی طرح جامع ہونگے تو ہم اس کو اس کی وحدت میں واحد اور انفرادی مجموعہ موجودات میں یکتا جانیں گے۔ کہو: تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں (1:5) پس وحدت ربی کی مہر تمام موجودات کے ذہنوں میں واضح ہونی چاہیے اور تمام پائی جانے والی جنسوں میں جیسا کہ وہ علیحدہ علیحدہ حقیقتیں ہیں۔

مزید براں اس یکتائی کو اس کی وحدت میں یاد رکھنا اس ضرورت کو الہای وحدت کے لیے الہامی رحم کی مہر کے اندر ہی اندر دکھانا چاہیے۔ اس کے نتیجہ میں ہر ایک شخص اپنی سطح پر اس ایک مقدس اور خالص ہستی کی طرف مڑ سکتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے''تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تمہی سے ہی مدد مانگتے ہیں''۔

اس انتہائی قوی راز کا اظہار کرنے کے لیے اور الہامی رحم کے نقطہ کو سمجھنے کے لیے تمام عقل والا قرآن یکدم انفرادی تفصیل کو مجموعہ کے ساتھ چھوٹی چیز کو بڑی کے ساتھ اور عام کو خاص کے ساتھ برابر کا درجہ دیتا ہے۔ ذہن کو بے راہ روی سے اور دل کو بجھنے سے بچانے کے لیے روح کو بلا واسطہ اپنے حقیقی عبادت کے لائق کو تلاش کرنے کی اجازت دیجیے۔ یہ ہماری تخلیق، آواز، ہمارے خدوخال اور ہماری عقلمندی کی حمایت میں عمدہ تفصیلات جیسے موضوعات کا ذکر کرتی ہے۔ جبکہ زمین اور آسمانوں کی پیدائش کا تذکرہ بھی کرتے ہوئے''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اسکی نشانیاں ہیں اور تمہاری

زبانوں اور تمہارے رنگوں کے فرق میں'' (30:22) اُس کی معجزاتی سچائی دکھاتی ہے۔

الٰہی وحدت کی مہر اپنے اندر بے حد کثیر اور لاتعداد مخلوقات رکھنے کے طور پر مختلف اقسام اور سطحیں رکھتی ہے یہ وحدت ان گول دائروں کی طرح ہے جو بڑوں سے چھوٹے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ یہ وحدت ہے اس کثرت کے اندر بھی وحدت ہے اور مشاہدہ کرنے والے حقیقی طور پر اس کو بیان نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لیے وحدت کے پردے میں الٰہی وحدت کا ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ انفرادیت کہیں کثرت کو اپنے ذہن میں نہ لائے اور دل کا راستہ بھی بلا واسطہ ایک حقیقی اور مقدس ہستی کا ساتھ جڑ جائے۔

ہماری توجہ اور قلوب کو اپنی طرف موڑنے کے لیے ایک دلفریب نمونہ، چمکدار روشنی، ہر دلعزیز شیرینی، دلکش خوبصورتی اور طاقتور سچائی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی علامت یکتائی بنا دیا ہے۔ اسکی رحمت کی قوت انسان کی توجہ نہ صرف اپنی طرف مبذول کراتی ہے بلکہ کھینچتی بھی ہے۔ یہ وحدت کی نشانی اپنے آپ کے حصول کے لیے نہ صرف انسان کو سہارا دیتی ہے بلکہ اپنی اصل حالت میں نمایاں بھی ہو جاتی ہے کہ ''تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہی مدد مانگتے ہیں''

پس اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ قرآن کریم کا خلاصہ اور سورۃ فاتحہ یعنی ابتدا کے باب کا اشارہ بنیادی طور پر اس کے طاقتور راز کی علامت اور ترجمان ہیں۔ جو کوئی بھی اس راز تک پہنچتا ہے وہ الٰہی رحم کے درجوں کی طرف بڑھتا جاتا ہے جو کچھ بھی اس کے بولنے کا سبب بنتا ہے شاید وہ اس کے رازوں کو سیکھنے کی وجہ سے ہو اور وہ الٰہی مہربانی اور ترس کی روشنی کو دیکھنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

پانچواں راز

یہاں ایک حدیث ہے کہ خدا نے اس تمام مہربان والے کی صورت میں بنی نوع انسان کو پیدا کیا بعض صوفیا کی فضول تشریح اس حدیث کو عقائد کے بنیادی ارکان سے دور لے جاتی ہے۔ کچھ صوفیا حالت وجد میں دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری روحانی فطرت تمام مہربان کی صورت میں ہے شاید وہ اپنی حیران کن مراقباتی پیچیدگیوں کی وجہ سے غلط نکتہ نظر کا اظہار کرتے ہوں۔ اگر کوئی دوسرے لوگ بھی ان باتوں کو ماننے کے قابل سمجھتے ہوں تو وہ بھی غلطی پر ہیں۔

وہ حقیقی اور تقدس والا خدا جو کہ کائنات کو اتنی آسانی سے چلاتا ہے اور اسکا انتظام سنبھالتا ہے جیسے کہ کسی گھر کا مالک، وہ کہکشاؤں کو ایسے گھماتا ہے جیسے کہ وہ عام ذرہ ہوں اور ان کو خلا میں بڑی

عقلمندی اور شان وشوکت کے ساتھ سفر کرنے کے لیے بھیجتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے ذرات کو ایسے کام پر روانہ کرتا ہے جیسے کہ وہ اسکے تابعدار ملازم ہوں جن کا کوئی ثانی اور مثال نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی شریک اور مخالف ہو۔ اس کے مطابق "نہیں ہے کچھ بھی اس کی طرح اور وہ تمام سننے والا اور تمام دیکھنے والا ہے" وہ کوئی ہیت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس جیسا اور اس کی طرح کا ہے کوئی۔ کوئی چیز اس کی مشابہت نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کی طرح ہے۔ اس کے برعکس، اس کے مطابق "اور اسی کی ہے عظیم مماثلت آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے قادر اپنی طاقت میں اور تمام عقل والا" (30:27) انسانیت صرف اس کے کاموں، صفات اور ناموں کو سمجھ سکتی ہے تمثیل اور مماثلت کے ذریعے۔ اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ "مجموعی طور پر انسانیت کی ہیت اس کے الہامی نام" جو بڑا مہربان ہے" کو ظاہر کرتی ہے۔

اس کا حقیقی نام جو کہ کائنات میں اسکے تمام ناموں میں نمایاں ہے اور زمین پر خدا کے مکمل آقا و مالک ہونے کی کئی شہادتوں کے ذریعے سے بھی۔ اسی طرح وہ تمام مہربان ہماری جامع شکل میں ایک چھوٹے نمونہ کی طرح مکمل طور پر عیاں ہے۔

ایک مماثلت کی مثال سے مزید اشارہ اخذ کیا جا سکتا ہے: انسانیت اور زندہ مخلوق ضرور اس کے وجود کی شہادت دیتے ہیں اور اس مہربان اور تمام رحم کرنے والے کے ثبوت اور عکس بناتے ہیں۔ یہ ثبوت اتنے ہی یقینی، صاف وشفاف اور مدلل ہیں جیسے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک شیشہ جو سورج کا عکس نمایاں کرتا ہے "وہ اس کی شکل وصورت یا اسی ہی طرح کا ہے" (سورج کی روشنی کی بڑی واضح مثال پر زور دیتے ہوئے) ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "انسانیت اسی ہی کی شکل وصورت رکھتی ہے" اس کی واضح شہادت جو ہم میں موجود ہے اور ہماری تکمیل کا تعلق اسی سے ہی ہے جو بڑا مہربان ہے۔ اسی لیے مزید معتدل اور متوازن ماننے والوں کے لیے جو اس کی وحدت پر یقین رکھتے ہیں کہا گیا "یہاں کوئی موجود نہیں مگر ہے" وہ اسکے تعلق کی تکمیل اور شہادت کی وضاحت کا اظہار کرنے کے لیے۔

> "اے خدا، اے مہربان' رحم کرنے والے۔ اس کے نام پر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے کی سچائی کے صدقے ہم پر رحم فرما تو جو ترس کرنے والا ہے اس حکم کے رازوں کو ہماری سمجھ کے لیے کھول دے تُو ہے بڑا مہربان ترس کرنے والا"۔ آمین

چھٹا راز

اے ناخوش انسانیت نہ ختم ہونے والی ضرورت اور بے حد بے چارگی کے تحت تگ ودو کرنے والی۔الہامی رحم کی قدر کو ایک مددگار اور ذریعہ کے طور پر سمجھو۔

یہ رستہ ہے اس عظمت والے مختار کل تک پہنچنے کے لیے جس کی فوجیں ہیں وسیع وعریض کہکشاؤں اور چھوٹے چھوٹے ذرات بھی جو ایک دوسرے کی بڑی ہم آہنگی اور تابع فرمانی کے ساتھ مدد کرتے ہیں۔وہ عظیم الشان قادر مطلق جو دنیا فانی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی لافانی ہے اور نہ فنا ہونے والا مددگار جس کی ہر کسی کو ضرورت ہے اور وہ ہے بے احتیاج۔

وہ لامحدود حد تک امیر ہے اور کائنات یا اس کی موجودات کی ضرورت نہیں رکھتا ہے۔ ہر ایک چیز اس کی اتھارٹی اور حکم کے ماتحت ہے، اسکی عظمت اور بادشاہی کے تابع ہے۔اس کی شان کے آگے سجدہ ریز اور غم زدہ ہے۔یہ الہامی رحم ہے اور یہ ہے تمہارے لیے۔یہ تمہیں ایک کی موجودگی کی طرف لے جاتی ہے بغیر کسی اور کی ضرورت کے جو لافانی قادر مطلق ہے جو تمہیں دوست رکھتا ہے اور تم سے مخاطب ہے تمہیں اپنا پسندیدہ خادم جان کر۔

ایسا جیسے کہ تم سورج کے قریب نہیں جا سکتے حالانکہ اسکی روشنی تمہاری آنکھوں کے ذریعے منعکس اور عیاں ہوتی ہے تم اس حقیقی اور مقدس ہستی کی روشنی سے بے حد دور ہو جو کہ لافانیت سے پہلے اور بعد میں بھی لافانی ہے تم اسکے قریب نہیں جا سکتے مگر جس کو وہ اپنی رحمت سے قریب کر لے۔

جو کوئی بھی اس کا رحم حاصل کرتا ہے وہ ایک ہمیشہ رہنے والی روشنی کے لافانی خزانہ کو پالیتا ہے۔اس رحمت تک پہنچا جا سکتا ہے انتہائی عظیم نبیؐ کی سنت کے ذریعے، جو کہ نمائندہ اور بہترین نمونہ ہے، اسکی صاف وشفاف آواز اور پیغام کے ذریعے، جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا ''تمام جہانوں کے لئے رحمت'' ہے۔وہ پہنچ سکتا ہے اللہ کی رحمت ہو اس پر پکارتے ہو کیونکہ نماز کا مقصد بھی رحمت ہی ہے۔الہامی رحم کی موجودگی کے لیے رحمت کی دعا تک کوئی پہنچتا ہے تو پھر وہ جہانوں کے لیے رحمت کے ذریعے سے ہی۔

اس رحم کی دعا کو استعمال کرتے ہوئے اس تک پہنچو اور اسی کو ذریعہ بناؤ اس تک پہنچنے کا جو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔تمام مسلمان یہ دعا مانگتے ہیں ''تمام جہانوں کے لیے رحمت'' جو اس کے رحم کے مترادف ہے۔ایسا کرنا تابندہ وضاحت ہے کہ کیسا قیمتی ہے اس کا تحفہ رحمت اور کیسا وسیع ہے اس کا کار جہاں۔

مختصراً اس کی رحمت کے خزانے میں سب سے قیمتی نگینہ اس کا دربان ہے یعنی کہ حضرت محمدؐ آخری نبی۔

یہ ہے پہلی چابی" اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا اور آسان ترین چابی ہے اسکے پیغمبر محمدؐ کے لیے دعا کرنا۔

> "اے خدا! جو راز اس میں ہیں" اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان ہے رحم کرنے والا ہے اس پر رحمت اور امن نازل فرما جو تو نے رحمت بنا کر بھیجا تمام دنیا کے لیے اپنی رحمت کے مطابق اور عزت عطا فرما اس کو اس کے خاندان اور ساتھیوں کو۔ ہم پر رحم نازل فرما کیونکہ ہم آزاد ہیں کسی کی بھی ضرورت سے تمہاری مخلوقات میں سے مگر ہے تو۔ آمین۔ عظمت ہو آپکی ہمارے پاس کچھ علم نہیں۔ حقیقت میں تم ہو سب جاننے والے اور تمام عقل والے۔"

دوسرا لفظ

قناعت کا راستہ

اگر آپ سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں کہ عقیدہ کے ذریعے اس کی رحمت اور قناعت سے لطف اندوز ہوں اور انسانی تکمیل اور آسانی کا تجربہ کیسے کیا جائے تو پھر یہ حکایت غور سے سنیں۔

دو لوگ خوشی اور کاروبار یعنی دونوں کیلیے ہی سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ پہلا شخص دھوکہ کھا جاتا ہے اور مایوس ہے اور سفر کا خاتمہ کر لیتا ہے جس ملک میں وہ ہوتا ہے اس کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مایوس اور غریب لوگوں سے گھرا ہوا سمجھتا ہے جو کہ ظالموں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئے ہوں اور تباہ شدہ زندگیوں کا ساتھ ہو کیونکہ ان میں ہر ایک ایک جیسی ہی مصیبت کا سامنا کرتا ہے۔ نشہ آور چیزوں کے ذریعے ہر چیز کو بھولنے کی کوشش ہر ایک کو اجنبی یا دشمن بنا دیتی ہے۔ وہ یتیموں اور لاوارثوں کے متعلق عجیب و غریب تفکرات رکھتا ہے اور اس کی روح اذیت میں ڈوب جاتی ہے۔

دوسرا شخص جو خوف خدا رکھنے والا، نفیس اور اچھے ذہن کا مالک ایک ایسے شہر کو جاتا ہے جسے وہ انتہائی اعلیٰ سمجھتا ہے۔ ایک عالمگیر تقریب سمجھتے ہوئے وہ ہر جگہ خوشی اور مسرت محسوس کرتا ہے۔

اور خدا کی یاد کے لیے ایک ایسا گھر بناتا ہے جو کہ دلکش خوشیوں سے بھرا پڑا ہے۔ وہ اپنے فرائض سے دستبرداری یعنی موت کو خوشی کا سماں تصور کرتا ہے جو کہ اس کی کئی چاہتوں اور مسرتوں کی آواز ہوتی ہے۔

ڈھول اور باجے کی آواز سنتے ہوئے جو کہ سپاہیوں کی لسٹ بنانے کے لیے ہوتے ہیں ''خدا ہے عظمت والا'' اور ''نہیں ہے کوئی معبود مگر ہے خدا'' ضرور پکار سنتے ہی وہ اپنی ہی خوشی میں اور دوسروں کے لیے بھی خوش ہو جاتا ہے۔ وہ ایک آرام دہ سفر کرتا ہے اور خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

جب وہ اپنے رشتے داروں کو ملتا ہے وہ بعد میں آنے والی صورت حال کو جان جاتا ہے اور کہتا ہے ''تم جنونی ہو گئے ہو۔ بُری اور بھلی چیزیں جو تم دیکھتے ہو تمہاری اندر کی دنیا سے آتی ہیں اور اس کا ہی عکس ہیں۔ تم ہنسی قہقہہ کو بھی روتا ہوا سمجھتے ہو اور فرائض کی ادائیگی کو بھی بیکار اور ناکارہ سمجھتے ہو۔ عقل

کے ناخن لو اور اپنے قلوب پاک کرو تاکہ تمہاری آنکھوں سے یہ ناپاک پردہ اتر جائے اور تم سچائی کو دیکھ سکو یہ ایک منظم، خوشحال اور مہذب ملک ہے اپنے طاقتور، رحم کرنے والے اور مصنف حکمران کے ساتھ چیزیں ایسے نہیں ہیں جیسے تم کو نظر آتی ہیں یا جیسے تم ان کے بارے میں سوچتے ہو۔" آدمی ہوش میں آتا ہے اور پچھتاوے سے بھرا ہوا ہے "ہاں۔ میں حقیقت میں جنونی ہو گیا ہوں ان نشہ آور چیزوں کی وجہ سے شکریہ۔ مجھے ایسے دوزخی سلطنت سے نجات دلانے سے خدا آپ پر بہت خوش ہو"۔

اے میری روح: پہلا شخص ایک کافر یا ایک بے سہارا گنہگار کو ظاہر کرتا ہے جو کہ اس دنیا کو ماتم کدہ کے طور پر دیکھتا ہے اور تمام زندہ چیزوں کو روتے ہوئے یتیموں کی طرح سمجھتا ہے اپنی شکست اور علیحدگی کی تکالیف کی وجہ سے لوگ اور جانور تنہا اور غیر مہذب مخلوقات موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں اور وہ سمندروں اور پہاڑوں جیسے بڑے بڑے جم غفیر کو خطرناک لاشوں کی طرح سمجھتا ہے جو کہ روح کے بغیر ہوں اس کا اپنا بے عقیدہ ہونا اور جہالت بہت بڑی پریشانیوں کا سبب بنتے ہیں اور اسکو اذیت پہنچاتے ہیں۔

دوسرا شخص قادر مطلق خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ وہ دنیا کو ایک ایسی جگہ کے طور پر دیکھتا ہے جہاں لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور یہ جگہ لوگوں اور جانوروں کے لیے ایک عمل گاہ ہے اور ایک کمرہ امتحان ہے لوگوں اور جنوں کے لیے۔ موت کی صورت میں جانوروں اور انسانوں کی حرکت کو روک دیا جاتا ہے تاکہ موت کے بعد یقین رکھنے والے دوسری دنیا کی طرف اپنی روحانی تسکین پا سکیں اور اس دنیا میں آباد ہونے کے لیے اور کام کرنے کے لیے نئی نسل کی ضرورت پیدا ہو۔

تمام لوگ اور جانور اس دنیا میں ایک وجہ سے آتے ہیں۔ تمام زندہ چیزیں اپنے اپنے ذمہ لگائے گئے کام کے ساتھ خوشی سے بطور سپاہی یا اہل کار ہیں۔ یہ جو آواز ہم سنتے ہیں انکی تعریف ہے اور وہ جیسے کام شروع کرتے ہیں عزت افزائی پاتے ہیں یا کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں یا شکر ادا کرتے ہیں کام کے مکمل ہو جانے پر بھروسہ رکھنے والے تمام چیزوں کو بطور تابع فرمان غلام، دوستانہ اہل کار، ایک قابل محبت کتاب دیکھتے ہیں اپنے انتہائی سخاوت والے آقا اور رحم کرنے والے مالک کی طرف سے۔

مزید براں عقیدہ سے ہی خوبصورت، اعلی اور مسرور کرنے والی سچائیاں جنم لیتی ہیں۔ کیونکہ عقیدہ میں ہی حقیقی طور پر وہ بیج ہے جس سے جنت کیلئے توبہ کا درخت بنتا ہے جبکہ غیر عقیدہ کا بیج دوزخ کا درخت (زقم) ہے۔ بھلائی اور حفاظت صرف اسلام اور عقیدہ میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے ہر وقت خدا کا شکر ادا کرو یہ کہتے ہوئے "تعریف اللہ کی ہے اسلام کے لیے اور مکمل عقیدہ کے لیے"۔

تیسرا لفظ

اللہ کا راستہ ہی بہتر ہے

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

اے لوگو، عبادت کرو۔۔۔۔۔۔۔(2:21)

اگر تم نماز کے فوائد اور خوشی اور گناہ کے نقصان اور تباہی اور خدا کے احکام کی نافرمانی کو جاننا چاہتے ہو تو مختصر حکایت کو غور سے سنو۔

دو سپاہیوں کو دور دراز قصبہ میں جانے کو کہا جاتا ہے۔ اکٹھے سفر کرتے ہوئے وہ ایک دروازے پر پہنچتے ہیں اور ان کو ایک دانشمند شخص ملتا ہے جو کہتا ہے۔ دائیں سڑک بغیر کسی خطرہ کے ہے اور دس میں سے نو مسافر بہت فائدہ میں رہتے ہیں اور کوئی مشکل نہیں اٹھاتے۔ جبکہ بائیں سڑک کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی اور دس میں سے نو مسافر بہت نقصان اٹھاتے ہیں۔ دونوں سڑکوں کی ایک جتنی لمبائی ہے لیکن ایک فرق ہے: وہ مسافر جو بائیں سڑک پر جاتے ہیں وہاں نہ تو کوئی قوانین ہیں اور نہ ہی انچارج، بغیر کسی اسلحہ یا ہتھیار کے سفر کرتے ہیں اور پس وہ آرام دہ سفر کرتے ہیں اور جو لوگ دائیں سڑک پر روانہ ہوئے ہیں ان کو فوجی قوانین کو ماننا پڑتا ہے انہیں خوراک ساتھ لانا پڑتی ہے اور کسی حملہ کی صورت میں بھاری اسلحہ بھی رکھنا پڑتا ہے"

ایک سپاہی دائیں سڑک پر چلتا ہے۔ کندھوں پر سخت بوجھ اٹھائے ہوئے مگر اس کا دل اور روح یکے بعد دیگرے کسی قسم کے بھی خوف اور قرض سے آزاد ہوتے ہیں اس امن کے سفر میں جب بھی قصبہ کے لوگ اسے ملتے ہیں اس کو ایک ایماندار سپاہی سمجھتے ہیں جو کہ اپنے فرائض مکمل طور پر صحیح ادا کرتا ہے دوسرا سپاہی بائیں سڑک پر چلتا ہے اس کے پاس بوجھ بھی نہیں ہے مگر پھر بھی اس کے دل اور روح کو ان گنت خطرات اور پریشانیوں کا سامنا کرتا ہے وہ مسلسل خوفزدہ اور ضرورت مند ہے جب بھی وہ کسی قصبہ میں پہنچتا ہے ایک باغی اور بھگوڑے کی طرح سمجھا جاتا ہے۔

اب اے بکھری ہوئی اور خاکی روح ذرا توجہ کر۔ پہلا سپاہی ایک خدا کے تابع فرماں غلام کو

ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا سپاہی باغیوں کو ظاہر کرتا ہے جو کہ اپنی اپنی خواہش کے پیچھے دوڑتے ہیں ہر سڑک عالم ارواح سے کھینچی ہوئی زندگی کی لکیر ہے جو کہ اس دنیا سے اور قبر سے گزرتی ہے اور آخرت تک مسلسل پہنچتی ہے۔

بھاری بوجھ اور ہتھیار عبادت اور تقویٰ ہیں۔ نماز ایک سخت ڈیمانڈ معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ نا قابل بیان امن اور سکون فراہم کرتی ہے وہ جو اشھد ان لا الہ الا اللہ کی تلاوت کرتے ہیں (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر ہے اللہ۔) خالق اور رازق وہی ہے جو کہ نقصان اور فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ تمام عقل والا ہے جو کچھ بھی بیکار نہیں کرتا اور نہایت رحم کرنے والا ہے جس کی رحمت اور نعمت بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ایمان والا سپاہی ہمیشہ خدا کی رحمت کی دولت کے دروازے کی طرف دیکھتا ہے اور اسی کے ذریعے اس پر دستک دیتا ہے۔ اس چیز کو جانتے ہوئے کہ اس کا آقا اور پالنے والا ہر ایک چیز کو کنٹرول کرتا ہے پھر وہ اسی ہی کی پناہ میں آ جاتا ہے۔ مکمل طور پر خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور اس کے آگے جھکتے ہوئے وہ برائی کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے اور اس کا یقین اسے مکمل اعتماد فراہم کرتا ہے۔

ہر اچھے کام کے ساتھ خدا کی طرف عقیدت اور اس پر یقین سے انسان کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ ہر برے کام سے بزدلی بڑھتی ہے جہالت سے۔ اگر زمین کو پھٹنا ہو تو خدا کے غلام جو حقیقت میں روشن قلوب رکھتے ہیں۔ خوفزدہ نہیں ہونگے۔ وہ اس کو لافانی مددگار کی طاقت کا ایک کارنامہ تصور کریں گے۔ ایک صاحب عقل مگر خدا پر یقین نہ رکھنے والا فلسفی سے یہ دمدار ستارہ کا منظر دیکھتے ہوئے کانپے جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ زمین کے ساتھ ٹکرا جائے (جیسا کہ حال ہی میں دمدار ستارہ کے منظر کے دوران امریکیوں کے ساتھ ہوا)

ہماری بے حد خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے ہماری استطاعت بہت ہی برائے نام ہے۔ ہم بہت ہی آفتوں میں گھرے ہوئے ہیں جن کو ہماری اپنی طاقت برداشت نہیں کر سکتی۔ ہماری طاقت صرف اسی حد تک محدود ہے جہاں ہم پہنچ سکتے ہیں مگر ہماری خواہشات اور تمنائیں دکھ اور غم اتنے وسیع ہیں جتنا کہ ہمارا تخیل۔ جو کوئی بالکل اندھا نہیں ہے، سچائی سے جانتا ہے کہ ہمارے لیے بہترین رستہ اپنے آقا و مالک کے سامنے جھک جانا، اسکی عبادت کرنا، اس پر یقین رکھنا اور مکمل بھروسہ رکھنا ہے۔ محفوظ راستہ کہیں بہتر ہے اس راستہ سے جو خطرناک ہے جس میں حفاظت کے بہت ممکنہ انتظامات ہوں۔ عقیدہ کا راستہ ایک شخص کو یقینی طور پر بے حد رحمت کی طرف بحفاظت پہنچاتا ہے: گناہ اور بے عقیدگی کا راستہ منافع بخش نہیں ہے اور قریب یقین بے حد نقصان پہنچاتا ہے حتی کہ اس راستے کے مسافر

بھی اس سچائی کو مانتے ہیں ان گنت لوگوں کی طرح جو صاحب بصیرت اور صاحب مشاہدہ ہیں۔

پس دنیا کی دوسری نعمتوں کی طرح انسانی خوشی بھی خدا کے آگے سر بسجود ہونے اور اس کا شیدائی اور غلام بننے میں مضمر ہے۔ اس لیے اس کی ہی تعریف کرو جس طرح کہا جاتا ہے ''تعریف اللہ کے لیے ہے اس کے راستہ میں کامیابی اور تابع فرمانی ہے۔'' اور اس کا شکر ادا کرو کہ ہم مسلمان ہیں۔

چوتھا لفظ

مقررہ نمازوں کی افادیت

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے

مقرر کی گئی نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ان کی اہمیت کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے اس حکایت پر غور کرو: ایک حکمران اپنے دو غلاموں کو چوبیس سونے کے سکے دیتا ہے اور ان کو ایک خوبصورت کھیت میں بھیجتا ہے جو کہ دو ماہ کی مسافت پر واقع ہے۔ وہ ان کو بتاتا ہے ''اس رقم کو اپنا سامان سفر، ٹکٹ اور دوسری اشیائے ضرورت خریدنے کے لیے استعمال کرنا۔ ایک دن کی مسافت کے بعد تم ایک تبدیل ہونے والے اسٹیشن پر پہنچو گے اور اپنے سفر کرنے کے لیے ایسا طریقہ تلاش کرنا۔ جس کی تم استطاعت رکھتے ہو۔''

دونوں غلام سفر شروع کرتے ہیں۔ ایک غلام اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے بہت تھوڑا خرچ کرتا ہے اور اتنی دانشمندی کے ساتھ سفر کرتا ہے کہ اس کا مالک اس کی رقم کو کئی ہزار گنا بڑھا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرا غلام اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے ہی چوبیس سکے اجاڑ دیتا ہے۔ پہلا غلام دوسرے کو نصیحت کرتا ہے'' تم اس سکے کو ٹکٹ خریدنے کے لیے یا دوسری اشیاء خریدنے کے لیے رکھو ورنہ تمہیں پیدل چلنا پڑے گا اور بھوک برداشت کرنا پڑے گی۔ ہمارا مالک بڑا سخی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں معاف کردے۔ ہوسکتا ہے کہ تم جہاز حاصل کرلو جس سے تم ایک دن میں اس کھیت تک پہنچ سکتے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تمہیں پیدل جانا پڑے گا اور جنگل سے گزرتے ہوئے دو ماہ کی بھوک برداشت کرنا ہوگی'' اگر وہ اپنے دوست کی نصیحت کو نظر انداز کرتا ہے تو کوئی شخص بھی اندازہ لگا سکتا ہے اس کے بارے میں جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا۔

اب وضاحت کو غور سے سنو: تم اور تم میں سے وہ جو نماز ادا نہیں کرتے ان کی روح نماز کی طرف سے غافل ہے۔ حکمران ہمارا خالق ہے۔ ایک غلام مذہبی لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنی نمازیں شوق سے پڑھتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو ایسا کرنا پسند نہیں کرتے۔ چوبیس سکے ایک دن کے چوبیس

گھنٹے ہیں اور وہ کھیت جنت ہے رستے میں آنے والا اسٹیشن قبر ہے اور سفر جو ہے وہ قبر سے لے کر محشر تک محیط ہے۔لوگ اپنے اعمال اور برتاؤ کے مطابق اپنا سفر مختلف اوقات میں کرتے ہیں۔کچھ نیک لوگ حقیقت میں ایک ہزار سال بجلی کی طرح جبکہ کچھ پچاس ہزار سال اپنے اعلی تخیل کی وجہ سے گزار دیتے ہیں۔جس سچائی کی طرف قرآن کریم (22:47) اور (70:4) میں اشارہ فرماتا ہے۔یہ ٹکٹ مقررہ شدہ نمازیں ہیں جو کہ ایک گھنٹہ میں ادا کی جا سکتی ہے۔اگر تم تیئس (23) گھنٹے اپنے دنیاوی معاملات میں صرف کرتے ہو اور مقررہ نمازوں کے لیے اپنا وقت نہیں نکالتے تو تم انتہائی بے وقوف نقصان اٹھانے والے ہو۔تمہارے ذہن میں یہ بھی خیال آ سکتا ہے کہ ان ہزار لوگوں کی طرح تم بھی اپنا پیسہ قرعہ اندازی میں لگا دو۔تمہارے جیتنے کا چانس ہزار میں سے ایک ہے۔جبکہ وہ لوگ جو اپنی نمازوں کا خیال رکھتے ہیں ان کے جیتنے کے مواقع ننانویں فیصد ہیں۔اگر تم کم از کم ایک سکّہ بھی اسی نہ ختم ہونے والے خزانہ کے لیے نہ خرچ کرو تو تم غلطی پر ہو

نماز ذہن اور روح کو سکون پہنچاتی ہے اور جسم کے لیے بھی آسان ہے۔مزید براں ہماری صحیح نیت ہمارے اعمال اور برتاؤ کو عبادت میں تبدیل کر دیتی ہے اور ہماری مختصر سی زندگی آنے والی لافانی دنیا کے لیے خرچ ہو جاتی ہے اور ہماری عارضی زندگی کو بقا نصیب ہو جاتی ہے۔

پانچواں لفظ

ایمان والوں کی صحیح تربیت

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

''یقیناً خدا ہے ان کے ساتھ جو اجتناب کرتے ہیں اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اس سے اور وہ جو اچھے اعمال کرتے ہیں (جیسا کہ انہوں نے اس کو دیکھا ہو)''

(16:128)

نیچے دی جانے والی مثال ہمیں بتاتی ہے کہ کتنا ضروری ہے نماز پڑھنا اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچنا اور یہ دونوں کام بلا واسطہ ہماری اپنی فطرت کے قریب ہیں۔

ایک جنگ کے دوران ایک شخص کو اچھی تربیت دے کر باشعور بنایا جاتا ہے جبکہ دوسرا اپنی ہی مرضی کا غلام ہے اور ابھی رنگروٹ بنا ہے۔ پہلا شخص اپنی تربیت کی تمام مشقیں اچھی طرح کرتا ہے اور دشمن کے خلاف سعی کرتا ہے وہ کبھی الاؤنس اور راشن کے متعلق پریشان نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حکومت اس کی فوجی ساز و سامان۔ خوراک اور ادویات کی ذمہ دار ہے اور جو کچھ بھی اسے کرنا ہے وہ جنگ کے لیے تیاری کرتا اور اپنے ملک کے لیے لڑتا ہے۔ وہ اس کارخانہ قدرت میں کام کرتا ہے اور خوراک کے حصول کے لیے بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے''وہ تو سلطنت کے گروہ میں سے ہے''۔''وہ تو سلطنت کے کارندوں میں ہے'' وہ نہیں کہتا کہ وہ اپنی روزی کے لیے کام کر رہا ہے اور جو دوسرا فوجی جس نے نہ تو تربیت حاصل کی ہے اور نہ لڑتا ہے حکومت کے لیے''یہ میرا کام نہیں ہے یہ حکومت کا مسئلہ ہے''۔ یہ سوچ ذہن میں رکھ کر وہ اپنی روزی کی فکر میں رہتا ہے اور محاذ پر لڑنے والوں کو دھوکہ دیتا ہے اور مارکیٹ کی طرف چلا جاتا ہے اشیائے ضرورت لینے کے لیے۔

پہلا فوجی اس کو نصیحت کرتا ہے کہ "اے بھائی تمہارے بارے میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ تم ملک کی خاطر لڑائی کرنے کی تربیت حاصل کر رہے ہو۔ اس لیے تم یہاں پر موجود ہو۔ خدا تمہاری ضروریات پوری کرے گا کیونکہ یہ اس کا فرض ہے۔ تم وقت اور جگہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے ہو کیونکہ ہم حالت جنگ میں ہیں ہو سکتا ہے کہ تم پر دھوکہ یا بغاوت کا الزام لگایا جائے اور تمہیں سزا بھی ہو۔ ہمارے اپنے فرائض ہیں اور بادشاہ کے اپنے۔ ہم لڑنے کی تیاری کرتے ہیں اور بادشاہ ہماری ضروریات پوری کرتا ہے" دوسرے فوجی کی پریشانی کا اندازہ لگائیں جس میں اُسے مبتلا ہونا ہے اگر اپنے دوست کے ناصحانہ الفاظ کو نظر انداز کرتا ہے۔

اے میری کاہل روح: میدان جنگ دنیاوی زندگی کے ہنگامہ کو ظاہر کرتی ہے۔ فوج کا مختلف رجمنٹ میں تقسیم کرنا بنیادی طور پر انسانیت کو قوموں میں تقسیم کرنے کا اظہار ہے۔ اس میں ایک خاص بٹالین اسلامی معاشرہ کو ظاہر کرتی ہے ہمارا فوجی ایک پارسا اور متقی مسلمان ہے جو یہ جانتا ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کی جانی ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اور اس لیے وہ اپنے نفس اور شیطان کے خلاف جہاد کرتا ہے اور دوسرا فوجی ایک گناہ گار ہے جو اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرتا ہے ایک غلام ہونے کی حیثیت سے اور کئی گناہ کرتا ہے اور وہ اپنے الاؤنس اور راشن پر اتنا پاگل ہو گیا ہے کہ اپنے حقیقی پالنے والے کو بھی موردالزام ٹھہراتا ہے۔

تربیت روزانہ کی نمازوں کو ظاہر کرتی ہے اور دوسرے فرائض کو بھی جو ایمان والوں کے ذمہ ہوتے ہیں۔ جنگ اس عمل کا نام ہے جس کے ذریعے روح ہمیشہ رہنے والی رہائی کی طرف لے جاتی ہے لڑائی جسمانی جذبات کی عکاس ہوتی ہے، یہ دو فرائض آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

پہلی ذمہ داری مالک کی ہے یعنی کہ زندگی کی تخلیق اور اس کی حفاظت اور دوسری ذمہ داری ہماری ہے یعنی کہ مالک اور پالنے والے سے التجا کرنا اور مکمل طور پر اس پر بھروسہ رکھنا۔

صرف وہی ہے جو زندگی بخشتا ہے جو کہ انتہائی عظیم الشان معجزہ ہے اُس لافانی مددگار کے فن کا اور ایک عجوبہ ہے اس آقا کی دانشمندی کا جو کہ زندگی کو تمام ضروریات کے ساتھ زندہ رکھتا ہے۔ کیا تم دلیل چاہتے ہو؟ کمزور اور سادہ ترین جانوروں کو بھی پوری خوراک دی جاتی ہے انتہائی غیر محفوظ اور کم استطاعت والی مخلوقات جیسا کہ جانوروں کے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو بھی خوراک میسّر ہے۔ خوراک کے حصول کے لیے کسی قوت یا خواہش کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ دیکھو جانور اور درخت، مچھلیاں اور لومڑیاں جیسا کہ بچے، نوجوان جانور اور بالغ اور خونخوار ریچھ خوراک کیسے حاصل کرتے ہیں اس سے تمہیں مطمئن ہونا چاہیے۔

وہ لوگ جو اپنی روزی کے لیے نمازوں کو نظر انداز کرتے ہیں اس فوجی کی طرح ہیں جو اپنی مشقوں کو بھول جاتا ہے بھوک کے خوف سے میدان جنگ میں دھوکہ دیتا ہے اور مارکیٹ کے اردگرد ہی گھومتا رہتا ہے۔اس کے برعکس زمین سے اپنا راشن تلاش کرو، جو اسکے رازق کے رحم کا باورچی خانہ ہے،نماز کے بعداور دوسروں پر بوجھ نہ بنو اور یہ اچھا اور مناسب ہے آپ کے لیے۔

مزید براں ہماری فطرت اور ہمارا روحانی ہونا واضح کرتا ہے کہ ہم خدا کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔اگر ہم اپنی جسمانی طاقت اور یہاں پر رہنے کی استطاعت کو لیں تو ہم صلاحیت میں چڑیوں سے بھی بدتر ہیں۔لیکن ہم اپنے علم کی بدولت، اپنی ضرورت کی پہچان اور عبادت اور تابعداری کی وجہ سے، جو کہ ہماری روحانی زندگی اور آنے والی زندگی کے لیے ضروری ہیں، تمام جاندار مخلوقات کے کمانڈر اور بادشاہ ہیں۔

اے میری روح اگر تم اس دنیا کو ہی اپنا عظیم مقصد حیات سمجھتی ہو اور اسکے لیے کام کرتی ہو تو تم اس فوجی کی طرح رہو گی جس کو اس دنیاوی معاملات میں چڑیا جتنے اختیارات حاصل ہیں۔اگر تم آخرت کی طرف دھیان دو تو سمجھو کہ تم کو زندگی کے کھیت میں بیج بونا ہے آنے والی دنیا کے لیے تیاری کرنا ہے اور اسی لحاظ سے ہی عمل کرنا ہے تو پھر تم اس جانداروں کی سلطنت کے بادشاہ ہو، قادر مطلق کی تابع فرماں ہو، اور اس دنیا میں اسکے حمایت یافتہ مہمان کی طرح ہو۔تم کوئی سا بھی راستہ اختیار کر سکتی ہو۔پس رہنمائی اور کامیابی کے لیے التجا کرو اس کے آگے جو تمام مہربانی کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے۔

چھٹا لفظ

عظیم الشان کاروبار

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

''خدا نے خرید لیا ایمان والوں سے انکا اپنا آپ اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے جنت کے بدلہ میں''

(9:111)

اگر تم چاہتے ہو کہ سمجھیں کیسا منافع بخش اور عزت والا ہے یہ کاروبار تو نیچے دی گئی حکایت کو سنو! ایک بادشاہ اپنے دو غلاموں کو علیحدہ علیحدہ جاگیریں عطا کرتا ہے جن میں تمام ضروری کارخانے، مشینری، گھوڑے، ہتھیار اور دوسرا ساز وسامان موجود ہے۔ لیکن اگر حالت جنگ میں جب ہر طرف ہنگامہ برپا ہوتا ہے وہ مہربان اور رحم دل بادشاہ اپنے کسی ذمہ دار آفیسر کو ان کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجتا ہے۔

''وہ جائیداد جو میں نے تمہیں امانت کے طور پر دی تھی میرے حوالے کر دو تاکہ میں اسے آپ کے لیے رکھ لوں۔ اس کو بیکار تباہ و برباد نہ ہونے دوں گا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد میں تمہیں واپس کر دوں گا اچھی حالت میں۔ تمہاری جائیداد میرے پاس ایک امانت ہے اور میں تمہیں اس کی بھاری قیمت دونگا۔ یہ مشینری اور ہتھیار میرے نام پر استعمال ہونگے میری ورکشاپ میں ان کے استعمال کرنے کی فیس اور قیمت دونوں بڑھ جائیں گی ہوسکتا ہے ہزاروں گنا۔ میں یقیناً تمام منافع دوں گا۔ تم کمزور اور غریب ہو اور ان بڑے کاموں کے لیے کچھ بھی نہیں ادا کر سکتے۔ ان ساز وسامان اور اخراجات کی حفاظت کا ذمہ میری حفاظت میں دے دو اور میں تمہیں منافع اور آمدنی دوں گا۔ تم اس کو اس وقت تک استعمال کر سکتے

ہو جب تک یہ خراب نہ ہوں۔اس کاروبار کے پانچ فوائد پر غور کرو۔

اگر تم مجھے جائیداد نہیں بیچتے ہو تو غور کرو۔تم نہیں حفاظت کر سکتے اس کی جو کچھ تمہارے پاس ہے اور جو تم ابھی رکھتے ہو گنوا بیٹھو گے۔یہ بیکار چلا جائے گا اور وہ بھاری قیمت جو تمہیں اس کے عوض مجھ سے حاصل ہونے والی ہے، اس کو کھو بیٹھو گے۔یہ تمام قیمتی، عمدہ ہتھیار اور اچھی چیزیں جنہیں تم استعمال میں لاتے ہو اپنی اہمیت کھو بیٹھیں گی کیونکہ یہ اپنے آپ استعمال کے قابل دھاتیں نہیں ہیں۔تمہیں ان کو محفوظ کرنے کے لیے اور ان کا بندوبست کرنے کے لیے کوئی طریقہ تلاش کرنا پڑے گا اور مزید یہ کہ تم کو سزا بھگتنا پڑے گی اس کے بھروسہ کو دھوکہ دینے کی۔پس ان راستوں پر غور کرو جو تم کھو رہے ہو۔

اگر تم اپنی جائیداد میرے حوالے کر دو تو میرے فوجی بن جاؤ گے اور میرے نام پر کام کرو گے۔بے قاعدہ اور رنگروٹ جیسے فوجی حیثیت سے بہت دور تم ایک عزت والے اور آزاد افسر بن جاؤ گے۔ایک انتہائی عظمت والے سلطان کے"۔

دونوں آدمیوں نے اپنے مہربان بادشاہ کے حکم کو سنا اور ایک نے کہا "میں خوش ہوں اور قابل عزت ہوں اپنی جائیداد کو فروخت کرنے پر آپ کا بہت شکریہ" جبکہ دوسرا فرعون کی طرح مغرور، خود پسند، خود غرض اور عیاش تھا۔اگر وہ جیسا کہ ہمیشہ کے لیے اس جائیداد پر قابض رہتا اس نے تمام ہنگاموں اور زلزلوں کو نظر انداز کر دیا اور کہا "نہیں کون ہے وہ بادشاہ میں اپنی جائیداد کو فروخت نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنے آرام کو کم کروں گا"۔تھوڑی ہی دیر میں دوسرا شخص انتہائی اعلی مقام پر پہنچا اور ہر ایک نے اس کی حیثیت پر رشک کیا۔اس نے بادشاہ کی حمایت حاصل کی اور بادشاہ کے محل میں خوشی سے رہنا شروع کیا۔جبکہ دوسرا اتنا نیچے گرا کہ ہر ایک نے اس پر ترس کھانا شروع کر دیا کیونکہ وہ اسی ہی کے قابل تھا۔اس غلطی کے نتیجہ میں اس کو اپنی جائیداد اور خوشی سے ہاتھ دھونا پڑے اور سزا اور غضب کا مرتکب ٹھہرا۔

اب اے لالچی روح اس سچائی کو سمجھو: بادشاہ ہے سلطان جو لافانی ہے پہلے اور بعد میں فنا کے تمہارا خالق اور مالک۔خدا نے جو کچھ بھی تمہارے سپرد کیا ہے وہ تمہارے جسم، روح اور دل اور اسی طرح ظاہر اور باطن کا شعور (مثال کے طور پر دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، ذہانت تخیل وغیرہ) کو ظاہر کرتا ہے

آفیسر ہے پیغام پہنچانے والا (پیغمبر): مہربان فرمان ہے قرآن کریم جو کہ بیان کرتا ہے" خدا نے ایمان والوں سے خرید لیا ہے انکا اپنا آپ اور جو کچھ ان کے قبضے میں ہے جنت کے بدلہ "(9:111) طوفانی میدان جنگ تو اس دنیا کی شیطانی شکل وصورت ہے جو مسلسل تبدیلی میں ہے اور ہمارے ہی عکس کو ظاہر کرنے کا سبب بنتی ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں: ہر چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی، ختم ہو جائیگی اور تباہ ہو جائیگی۔ شاید یہاں پر کوئی راستہ ہو جو اسکو لافانی بنائے گا یعنی محفوظ کرنے کا؟ جبکہ ایسے ہی تفکرات میں مبتلا لوگ قرآن کریم کی مقدس آواز اچانک سنتے ہیں" یہاں پر ہے خوبصورت اور آسان راستہ" جو کہ پانچ فوائد یا منافع پیش کرتا ہے۔ وہ کون سا راستہ ہے؟ اپنی امانت اس حقیقی مالک کو سپرد کر دیں۔ نتیجہ کے طور پر پانچ فوائد:

پہلا نفع

عارضی جائیداد ہمیشہ قائم رہنے والی بن جاتی ہے۔ یہ کم ہوتی ہوئی زندگی جب اُس سب سے زیادہ شان اور عظمت والے کی خاطر گزاری جاتی ہے تو اس کو استقلال نصیب ہوتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا پھل ملتا ہے۔ موجودہ زندگی کے لمحات کا خاتمہ ہو جاتا ہے جیسا کہ پودے کے بیج اور مغز سڑ جاتے ہیں۔ لیکن خوشی کے پھول کھلتے ہیں اور لافانیت کے دائرہ میں پھلتے پھولتے ہیں اور ہر ایک پھول چمکدار اور یقینی پہلو کو درمیانی دائرہ میں واضح کرتا ہے۔

دوسرا نفع

اس کی قیمت جنت ہے۔

تیسرا نفع

انسانی جسم کے ہر اعضاء اور شعور کی اہمیت کئی ایک ہزار گنا بڑھ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر تم اپنے نفس کے لیے اپنی ذہانت کا استعمال کرتے ہو تو یہ بدقسمتی، تباہی بن جاتی ہے اور تباہ کن ہتھیار ثابت ہوتی ہے زندگی ماضی کی تمام تلخیوں کا بوجھ اور مستقبل کے خوفناک خطرات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گنہگار لوگ مسلسل نشہ یا سطحی خوشیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن اگر تم ذہانت اس کے حقیقی مالک کو فروخت کر دو اور اس کے کہنے پر استعمال کرو تو یہ ایسی رازداری کی چابی ثابت ہو جاتی ہے جس سے اس کے ترس کے لامحدود خزانوں کا گھر اور دانشمندی والے تہہ خانے کھل جاتے ہیں اور تمہارے درجات کو متقی اور حقیقی رہنما تک بلند کر دیتی ہے جس میں لافانی خوشی کا راز پنہاں ہوتا ہے۔

آنکھ ایک ایسی کھڑکی ہے جس سے روح اس دنیا کا نظارہ کرتی ہے۔ اگر تم اس کا استعمال اپنے نفس کے کہنے پر کرتے ہو عارضی، غیر مستقل خوبصورتی اور مناظروں کا مشاہدہ کرنے کے لیے تو یہ لالچ اور دوسری جسمانی خواہشوں کی طرف تمہیں رغبت دلاتی ہے لیکن اگر تم ہر چیز اس تمام صاحب بصیرت مالک کو فروخت کر دو اور اسکی متعین کردہ حدود دقیود کے اندر اور اس کے کہنے پر استعمال کرو تو یہ تمہیں کائنات کی عظیم کتاب کے قاری ہونے کے درجہ تک بڑھا دیتی ہے جو کہ اسکی تخلیق کے معجزات کی ایک شہادت ہے۔ اس دنیا کے باغ میں انعام یافتہ تتلی کی طرح جو کہ اسکی رحمت کے پھولوں کو چوس رہی ہو۔

اگر تم اپنے نفس کے کہنے پر اپنا ذائقہ استعمال کرتے ہو اور اپنی زبان یا معدہ کی خاطر تو یہ تمہیں فیکٹری کے چوکیدار کے درجہ پر گرا دیتی ہے۔ اگر تم اس کو اپنے حقیقی رازق کو فروخت کرتے ہو تو آپ کے شعور کی آنکھ اس الہامی رحمت کے خزانے تک کھل جاتی ہے اور تم لافانی مددگار کی طاقت کے باغ کے ذمہ دار انسپکٹر بن جاتے ہو۔

اے ذہانت! احتاط رہنا اور یہ سوچنا کہ تباہی کا آلہ کون سا ہے اور تیرے ہونے کی چابی کیا ہے؟

اے آنکھ الہامی یا ایزدی لائبریری کے عالم فاضل نگران اور کمینے دلال کے درمیان فرق کو سمجھو۔

اے زبان خدا کے رحم والے خزانے کے امین اور فیکٹری کے چوکیدار یا دربان کے فرق کا ذائقہ چکھنا۔

اگر تم تمام آلات، شعبہ جات اور انسانی اعضاء کا موازنہ کرو تو تم سمجھتے ہو کہ ایمان والوں کی ایسی فطرت بن جاتی ہے جو کہ جنت کے قابل ہوتی ہے جبکہ کافروں کی فطرت دوزخ کی آگ کا ایندھن بنتی ہے اور ہر ایک چیز اپنی حیثیت کی مطابق اپنا مقام بناتی ہے۔ ایمان کی بدولت ایمان والے ہر چیز کو جوان کو سپرد کی جاتی ہے اپنے خالق کی حدود اور اس کے کہنے پر استعمال کرتے ہیں۔ کافر لوگ خدا کی امانت میں خیانت کرتے ہیں اور صرف اپنے نفس کی خاطر چیز کا استعمال کرتے ہیں۔

چوتھا نفع

تم مجبور ہو اور تمہارا کئی مصیبتوں محتاجی، بے حد ضروریات اور لاچارگی سے سامنا ہے زندگی کا بوجھ ہے بہت بھاری۔ اگر تم اس تمام طاقت والے عظمت والے پر بھروسہ نہیں رکھتے، پورے یقین کے ساتھ اس کے آگے نہیں جھکتے تو تمہارا ضمیر پچھتا دے، رنج والم اور غم وغصہ کے کرب میں رہتا ہے اور یہ تمہارے عقل وشعور کو بھی تباہ کر دیتے ہیں اور آخر کار تم خونی درندے بن جاتے ہو۔

پانچواں نفع

وہ لوگ جو چیزوں کی اصلی فطرت کو بے نقاب کر لیتے ہیں اور سچائی کو مان لیتے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کی عزت و تکریم جو ہم اپنے تمام اعضا، شعور اور ذہنی استطاعت کے مطابق کرتے ہیں کا بدلہ انتہائی اہم ضرورت کے وقت دیا جائے گا جنت کے پھلوں کی صورت میں۔

اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو تمہیں پانچ نقصانات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

پہلا نقصان

تمہاری پسندیدہ جائیداد اور بچے، تمہارا قابل مواخذہ نفس اور اسکا لالچ، تمہاری بے وقوفی کے ساتھ چاہے جانے والی جوانی اور زندگی دکھ اور گناہ میں بدل دی جاتی ہے۔

دوسرا نقصان

تم بھروسہ اور اعتماد کو دھوکہ دینے کی وجہ سے سزا پاتے ہو اور تم اتنے قیمتی زندگی کے آلات کو غلط استعمال کرتے ہو بے فائدہ مقاصد کے لیے۔

تیسرا نقصان

تم اپنی قیمتی ذہنی استطاعت کو جانوروں سے بھی کم تر درجہ پر استعمال کرتے ہو اس طرح تم خدا کی دانشمندی کی توہین اور گناہ کے مرتکب ٹھہرتے ہو۔

چوتھا نقصان

اپنی لاچاری اور غربت میں تم زندگی کا بہت بھاری بوجھ اٹھاتے ہو اور مسلسل علیحدگی اور اپنے عارضی پن کی وجہ سے کراہتے رہتے ہو۔

پانچواں نقصان

تم اس مہربان کے عمدہ تحائف کی شکل ہی بگاڑ دیتے ہو۔ جن کا مقصد ہوتا ہے کہ ان کو استعمال کیا جائے لافانی زندگی کی بنیاد رکھنے کے لیے اور آخرت میں بخشش کے حصول کے لیے۔

اکثر لوگ کیوں فروخت نہیں کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ اتنا ہی مشکل ہے؟ کسی بھی ذریعہ سے نہیں، اس کے نتیجہ میں آنے والا بوجھ بھاری نہیں ہے۔ جن کاموں کی تمہیں اجازت دی گئی ہے اسکی حدیں بڑی وسیع ہیں اور تمہاری خواہشات کے لیے کافی ہیں اور تمہیں اس میں جھانکنے کی ضرورت نہیں

جس سے تمہیں روکا جاتا ہے۔

تمہارا فرض ہے کہ ایک فوجی کی طرح کام کرو خدا کے نام پر اور اسکے حکم کے مطابق لین دین کرو اور اسکے قانون اور اجازت کی تابع داری کرو۔ اگر تم گناہ کرتے ہو تو اس سے ان الفاظ کے ساتھ معافی مانگو۔'' استدعا کرو اس کے حضور کہ اے آقا ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں بطور غلام قبول فرما ہمیں راسخ کر ہمارے بھروسہ پر یہاں تک کہ قیامت کا وقت آ پہنچے'' آمین۔

ساتواں لفظ

انسانیت کے لیے خوشی کا دروازہ

تمام طاقتوں کے خالق پر عقیدہ اور آخرت پر ایمان بہت قیمتی سرمایہ ہے کیونکہ ایسا عقیدہ کائنات کے رازوں کو عیاں کرتا ہے اور انسانی خوشی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ خالق پر صبر کے ساتھ بھروسہ کرنا اور رازق کی عظمت کے آگے جھک جانا اور اسی کی پناہ میں ہی اپنی پناہ ڈھونڈنا تمام دکھوں کا علاج ہے قرآن کریم پر توجہ دینا، اسکے قوانین کی پابندی کرنا، نماز پڑھنا اور گناہوں سے بچنا جیسے اعمال ہی انسان کو ایسی دستاویزات اور لافانی سفر کے لیے ضروری پاسپورٹ فراہم کرتے ہیں۔ یہ قبر کے لیے روشنی اور آنے والی زندگی کا زادِ راہ مہیا کرتے ہیں۔ اگر تم اس سچائی کو سمجھنا چاہتے ہو تو نیچے دی گئی کہانی پر غور کرو:

ایک دفعہ ایک فوجی میدان جنگ کے بیچ انتہائی خوفزدہ حالت میں پھنس جاتا ہے اس کے جسم کے دائیں اور بائیں جانب زخم تھے اس کے پیچھے شیر کھڑا ہوا تھا اور اسکے سامنے اسکے دوست لٹکے ہوئے تھے اور رہائی کا راستہ اس سے بہت دور تھا۔ ایک متقی، دانشمند آدمی اسکی دائیں جانب نمودار ہوا اور کہا ''مایوس نہ ہو۔ میں تمہیں دو جملے بتاؤں گا جس سے شیر تمہارے لیے ضرر رساں نہیں رہے گا گھوڑے کی طرح اور یہ پھانسی کے چوکھٹے تمہاری خوشی کے لیے جھولا بن جائیں گے اور میں تمہیں دو اور دوائیں دوں گا جس سے تمہارے زخم ٹھیک ہو جائیں گے اور ان میں سے پھولوں کی خوشبو آنا شروع ہو جائیگی۔ میں تمیں ایک ٹکٹ دوں گا۔ جو تمہارا سالوں کا سفر ایک دن میں طے کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ اگر میرے الفاظ سچے ہیں تو ان کو آزمانا'' فوجی نے ایسا ہی کیا۔ ان الفاظ کو سچا مانتے ہوئے ان پر یقین کیا اور اس شخص کی نصیحت کی پیروی کی۔

اچانک ایک شیطان شخص اس کی بائیں جانب نمودار ہوا اور کہا ''آؤ لطف اندوز ہوں ہم موسیقی سننے سے اور مزے دار چیزوں کو کھانے اور پینے سے۔'' اس شخص نے فوجی سے پوچھا کہ تم منہ ہی منہ میں کیا پڑھ رہے تھے۔فوجی نے جواب دیا ''مقدس کلمات'' جس پر اس شخص نے کہا ''ان پیچیدہ چیزوں کو چھوڑ دو۔آؤ ہم اپنے آرام کو تباہ نہ کریں۔تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟فوجی نے جواب دیا ''دوائیں'' اس آدمی نے نتھنے پھلائے اور کہا ''پھینک دو انکو'' ''یہاں کچھ بھی غلط نہیں ہے تمہارے ساتھ'' تمہارے ہاتھ میں کاغذ پر پانچ مہریں لگی ہوئی ہیں یہ کیا ہے؟ اور جب فوجی نے کہا کہ یہ ٹکٹ ہے اور پاسپورٹ کارڈ ہے تو شخص نے جواب دیا ''پھاڑ دو انکو'' اس موسم بہار کے خوبصورت دن میں تم کہیں جانے کا کیسے سوچ سکتے ہو؟ یہ ہے کہ کیسے ایک شیطان نے فوجی کو تباہی کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔گمان کیا جاسکتا ہے یہ فوجی اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ وہ انسان ہے اور خطا کا پتلا ہے۔

دائیں جانب سے اچانک فوجی سپاہی ایک گرج دار آواز سنتا ہے ''جاگو'' دھوکے میں نہ آؤ۔ شیطان سے کہو اگر تم شیر کو مار سکتے ہو تو مارو۔اگر تم پھانسی کے تختے کو ہٹا سکتے ہو تو ہٹاؤ۔اگر تم میرے زخم مندمل کر سکتے ہو تو کرو۔اگر تم ان تمام چیزوں کو ترتیب دے سکتے ہو تو کرو مجھے یہاں سے ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہے اور ایسا کرو ہم اس سے لطف اندوز ہوں گے اگر تم نہیں کر سکتے تو خاموش رہو۔

حقیقت کی طرف مڑیں: فوجی سپاہی ہم میں سے ہر ایک کی نمائندگی کرتا ہے شیر قوت کا متعین وقت ہے جبکہ پھانسی کا تختہ ہماری دوستوں سے مسلسل جدائی کو ظاہر کرتا ہے۔دو زخم ہماری لامحدود کمزوریوں اور تکلیف لاچارگی اور ہماری بے حد مفلسی اور دکھوں کو ظاہر کرتے ہیں۔یہ جو طویل سفر عالم ارواح سے شروع ہوتا ہے اور زندگی کی بنیاد پھر جوانی بڑھاپے، قبر اور قبر کی زندگی کے بعد قیامت کا دن اور پل صراط سے آخرت کے لافانی زندگی تک محیط ہے۔آخرت اور خدا پر یقین دو تعویز ہیں انسان کے لیئے۔

سمجھو: آخرت اور تمام طاقت کے مالک وخالق پر یقین کو یہ قیمتی تعویز ہمیں خدا کی رحمت اور ذہن کو سکون پہنچاتا ہے شیر جو اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا ایک تابع فرماں گھوڑے کی طرح بن جاتا ہے۔اس لیے وہ لوگ جو متقی اور علم والے ہیں موت کی اصل حقیقت کے متعلق جانتے ہیں وہ موت سے خوفزدہ نہیں ہیں اور معین موت کے وقت سے پہلے ہی مرنا چاہتے ہیں

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دوستوں سے جدائی یعنی کہ موت یا پھانسی کے گھاٹ پر چڑھنے کی صورت میں آخرت پر یقین پختہ ہو جاتا ہے اور یہی ذریعہ بن جاتا ہے خدا کے عجیب کاموں کے رنگا رنگ زیبائش، اسکی طاقت کے کرشمے اور اسکی رحمت کے اظہار کا مشاہدہ کرنے کیلئے یہ اسی طرح ہے جیسا کہ آئینے سورج کی روشنی کو منعکس کرتے ہیں اور بدلتے ہیں مختلف رنگوں میں اور نتیجۃً معرض وجود میں آنے والے رنگ زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ پہلی دوائی صبر ہے اور خدا پر یقین ،اسکی طاقت پر بھروسہ اور اسکی دانشمندی پر اعتماد رکھنا۔ اپنی بے چارگی کو محسوس کرتے ہوئے ہم اپنے وجود کے مالک پر بھروسہ رکھتے ہیں اور یہ ہے حقیقت تو ہمیں پھر ڈرنے کی یہاں کیا ضرورت ہے۔ حتی کہ جب تم کسی انتہائی خوفزدہ صورت حال اور بڑی مصیبت میں جتلا ہو تو وہ کہتا ہے ''بے شک وہ اللہ ہی ہے جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں اور اسی ہی کی طرف پھر لوٹ کے جانا ہے'' (2:156) اور مکمل اطمینان کے ساتھ اس انتہائی رحم کرنے والے مالک پر یقین رکھو۔

اس لیے تقوی والے لوگ خدا کے سامنے اپنی بے چارگی کو پہچانتے ہوئے مطمئن ہیں اور اپنی امید اسکے فیصلہ کے تابع رکھتے ہیں۔ یقیناً خدا کے خوف میں ہی سکون ہے۔ اگر ایک سال کے بچے سے یہ پوچھا جائے کہ تمہیں کون سی چیز زیادہ اطمینان بخش لگتی ہے جسکو تم جانتے ہو تو اسکا جواب ہوگا ''میری ماں کے پر خلوص بازو ہیں جو مجھے تحفظ دیتے ہیں میری کمزوری اور بے بسی سے وگرنہ میں تکلیف میں ہوتا جیسا کہ متوقع تھا''۔ ماں کا پیار خدا کے پیار کا صرف ایک چھوٹا سا ذرہ ہے اور کامل لوگ خدا کے خوف اور اسکے سامنے اپنی عاجزی میں ہی اصل اطمینان پاتے ہیں۔ اپنی تمام طاقت کو خدا کے لیے قربان کر دینے سے وہ خدا کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ اور انکا خوف اور بے چارگی ہی ان کے لیے مددگار ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

اور دوسری دوائی خدا کے سامنے مہربانی اور قناعت کے ساتھ التجا کرنا ہے اور اسی تمام رزق دینے والے سخی پر بھروسہ رکھنا ہے۔ جب ہم مانگتے ہیں خدا عطا فرماتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس تمام رزق دینے والے سخی کے مہمان ہوتے ہوئے جس نے زمین کو ٹیبل کی صورت میں بنایا اور پھولوں کے لیے موسم بہار کو پیدا کیا تا کہ یہ پھول ٹیبل پر سج سکیں وہ اپنی جائیداد اور بے چارگی کو نا قابل برداشت کیسے سمجھیں گے؟ وہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی غربت اور حاجات ان کی طلب انکی ضرورت بن جاتے ہیں اور پس وہ اپنی غربت پر قانع رہنے کی کوشش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی غربت پر فخر کرتے ہیں۔

لاقانونیت کے ارتکاب سے بچنے کے لیے پاسپورٹ پانچ نمازوں، فرائض کیبجا آوری اور گناہ کبیرہ سے بچنے پر مشتمل ہے۔ تمام اہل علم اور اہل مشاہدہ اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی روشنی حاصل کرنے کا راستہ اور لاقانونیت کے طویل سفر کے لیے کی گاڑی قرآن کریم کے احکامات کی پابندی پر منحصر ہے۔ سائنس، فلسفہ اور ٹیکنالوجی اتنی زیادہ اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ یہ تو صرف راستہ بنا ہے اس کی روشنی اور انجام کا۔

پانچ نمازوں کی ادائیگی اور سات بڑے گناہوں سے بچنا۔ کام کی اہمیت اور آسانی کی افادیت کو کم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر تم یہاں سچائی کو جاننا چاہتے ہو تم اسی کی طرف دھیان دینا چاہتے ہو پہلے ہی تباہ ہو اور اس کی طرف بھی جو تمہیں تباہی کی طرف دھکیل لایا ہو اور کہو۔ ''اگر تم میری موت، لاچاری اور مفلسی کو ختم کر سکتے اور موت کے دروازے مجھ پر بند کر سکتے ہو تو کرو'' اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو چپ رہو۔ کائنات کی اس بڑی مسجد میں قرآن کریم ایک سچائی ہے جو وضاحتیں بیان کرتا ہے۔ پس تم ان کو غور سے سنو۔ آؤ اس کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کر لو اور اس کی ہدایت کے مطابق کام کرو کیونکہ یہ خالق کی طرف سے نازل فرمائی گئی ہے۔ یہ پاک کلام ہر جگہ روشنی کو پھیلانے کے لیے سچائی کا ہی درس دیتا ہے۔''

> ''اے خدا ہمارے قلوب کو قرآن اور ایمان سے منور فرما۔ اپنی طرف سے عاجزی عطا فرما ہمیں بچا اس بے حسی سے جو تمہاری طرف سے ہو۔ ہم نے اپنی قوت اور طاقت کو تمہاری خاطر ترک کر دیا ہے اور تمہاری طاقت اور قوت میں پناہ لے لی ہے پس ہمیں اپنے بھروسہ میں خاص جگہ عطا فرما۔ ہمیں ہمارے اوپر نہ چھوڑنا اور اپنی ہی حفاظت میں رکھنا علم پر اور ایمان والوں پر رحم فرما۔
>
> ہمارے آقا محمدؐ پر رحمتیں اور امن نازل فرما جو تمہارے بندے اور رسول ہیں تمہارے منتخب بندے اور قریبی ساتھی ہیں۔ تمہاری سلطنت کی خوبصورتی، تمہاری محبت کا محور، تمہاری ہدایت کا سورج، تمہارے احکامات کی زبان، تمہارے پیار کا مجسم، تمہاری تخلیق کی روشنی اور تمہاری مخلوقات سے زیادہ اعلیٰ و بالا۔

''تمہاری مخلوقات کی کثرت کے بیچ تمہاری واحدانیت کا چراغ، تمہاری تخلیق کا راز کھولنے والا، تمہاری اعلیٰ سلطنت کا (Herald) مبلغ اس بات کا جس سے تم راضی ہو، تمہارے ناموں کے خزانوں کو بیان فرمانے والا، تمہارے غلاموں کا رہنما، تمہاری نشانیوں کا ترجمان، تمہاری آقائیت کی خوبصورتی کا عکس، تمہاری شہادت بنانے والا دائرہ اور ہمیں شہادت بنانے والا آپ کی طرف آپ کا اپنی چاہت اور پیغمبر جسے تو نے بھیجا دنیا پر رحم کرنے کی خاطر رحم ہو اس کے اہل بیت پر اور ساتھیوں پر پیغمبروں پر، اور تمہارے فرشتوں پر اور تمہارے تقویٰ والے غلام پر۔ آمین۔

آٹھواں لفظ

مذہب انسانیت کی ضرورت

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

خدا:''یہاں کوئی نہیں معبود مگر وہ جو ہمیشہ رہنے والا اور اللہ کے لیے دین اسلام ہی ہے''۔

(3:19)

نیچے دی گئی حکائت دنیا کو اور اس میں ہماری روح، مذہب کی اہمیت اور اسکی فطرت کو واضح کرتی ہے اور ہمیں یہ بھی وضاحت کرتی ہے کہ حقیقی مذہب کی کمی ہو تو یہ دنیا اور کیسے ویران (dungeon) بن جاتی ہے اور کافر کیسے بدنصیب انسان ہوتے ہیں اور خدا کی وحدانیت اور موجودگی اور اس پر ایمان کیوں ضروری ہے۔ کائنات کے کئی رازوں کو بھی کھول دیتی ہے اور ہماری ارواح کو تاریکی سے بچاتی ہے۔

دو بھائی اکٹھا سفر شروع کرتے ہیں۔ سڑک کے دوراہے پر وہ ایک عقلمند بوڑھے شخص کو دیکھتے ہیں اور اس سے راستہ پوچھتے ہیں۔ وہ انکو بتاتا ہے کہ دائیں طرف والے راستے پر ان کو سڑک کے قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور یہ خوشی اور یقینی حفاظت والا راستہ ہے۔ جبکہ بائیں طرف والا راستہ ایک خاص قسم کی آزادی تو دیتا ہے مگر ہے پریشانی اور خطرے والا وہ انکو بتاتا ہے کہ جونسا راستہ وہ چاہیں منتخب کر سکتے ہیں نظم و نسق کی پابندی کرنے والا خدا پر یقین رکھتے ہوئے دائیں طرف والا راستہ اپناتا ہے اور قوانین کو ماننے پر اعتماد رکھتا ہے۔

جبکہ دوسرا بھائی آزادی کی خاطر بائیں طرف والا راستہ اختیار کرتا ہے۔ وہ آرام دہ معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ اندر کا سکون محسوس نہیں کرتا۔ ایک جنگل میں پہنچتے ہی وہ ایک درندہ کی خوفناک آواز سنتا ہے جو کہ اس پر حملہ کرنے والا ہے۔ وہ بھاگتا ہے اور ساٹھ میٹر گہرا کنواں دیکھتا ہے جس میں پانی نہیں ہے اس میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور جب وہ آدھا کنویں میں جاتا ہے تو ایک درخت کے

ساتھ رک جاتا ہے جو کہ کنویں میں سے اگا ہوا ہے درخت کی دو جڑیں ہیں۔

جب وہ اوپر دیکھتا ہے تو درندہ جانور اس کا انتظار کر رہا ہے اور نیچے ایک دہشت ناک عفریت اسکے بالکل قدموں کے ساتھ قریب ہے اور اس کا بڑا سامنہ اس کو نگلنے کے لیے کھلا ہوا ہے۔ کنویں کے اندر نظر ڈالتا ہے تو کیڑے مکوڑوں سے بھرا پڑا ہے۔ دوبارہ درخت کو دیکھتے ہوئے وہ غور کرتا ہے کہ معجزاتی طور پر درخت پر مختلف قسم کے پھل لگے ہوئے ہیں۔

کنویں میں لٹکے ہوئے وہ یہ نہیں سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ تصور نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزوں کو کس نے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ عقل سے کام نہیں لے سکتا۔ حالانکہ اس کے اندر کی پریشانی اور باوجود اسکے دل اور روح کی شکایات کے اس کا ناپاک نفس ہر ایک چیز کو عمدہ قرار دیتا ہے اور دل و دماغ کے رویے کو نظر انداز کرتا ہے اس کا نفس پہلے سے اس باغ میں اپنے آپ کو لطف اندوز کرتا ہے ہر قسم کا پھل آزادی سے کھاتا ہے لیکن ان پھلوں میں کچھ بہت زہریلے ہیں اور اس کو نقصان پہنچائیں گے۔

حدیث قدسی کے مطابق اللہ فرماتا ہے "میں اپنے بندوں کے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جیسا کہ وہ میرے متعلق گمان رکھتے ہیں" یہ شخص ہر ایک چیز کو بیکار سمجھتا ہے اور یہی ہے راستہ اس کے لیے۔ نہ وہ اچھی طرح جیتا ہے نہ وہ مرتا ہے لیکن محض اضطراب کی الجھن میں رہتا ہے۔

عقلمند اور با اصول بھائی ہمیشہ بھلائی کا سوچتا ہے قانون کی پیروی کرتا ہے اور اپنے آپ کو محفوظ اور ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے۔ باغ میں خوبصورت پھولوں، پھلوں اور گلی مٹری چیزوں کو دیکھتے ہوئے وہ ہمیشہ اچھی اور خوبصورت چیزوں پر توجہ دیتا ہے جبکہ اس کا بھائی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو بری چیزوں کے ساتھ وابستگی رکھتا ہے اور ایسے باغ میں کوئی آسانی نہیں پا سکتا۔ عقلمند بھائی کہتا ہے "ہر چیز میں اچھا پہلو تلاش کرو" اور تبھی وہ ہر ایک چیز میں عمومی طور پر خوشی محسوس کرتا ہے۔

صحرا میں پہنچنے پر وہ ایک جنگلی جانور دیکھتا ہے اور اس سے خوفزدہ ہوتا ہے اور یہ سوچتے ہوئے کہ یہ بھی کسی کی خدمت کے لیے ہے اس کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ وہ کنویں میں بھی چھلانگ لگاتا ہے اور آدھے راستے میں درخت کی شاخوں کو پکڑ لیتا ہے اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے کہ درخت کی دو جڑوں کو چوہے کاٹ رہے ہیں اور نیچے سانپ اور اوپر جنگلی جانور بھی ہے وہ ایک عجیب و غریب صورت حال سے دوچار ہے۔

پس وہ دوسرے بھائی کے برعکس یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ کوئی ہستی موجود ہے جس نے ان چیزوں کو ترتیب دیا ہے اور اس میں نشانی ہے اس کی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ کوئی اس کی نگرانی کر رہا ہے اس کا امتحان لے رہا ہے وہ سمجھا کہ اس کو ہدایات دی جارہی ہیں اور رہنمائی کی جارہی ہے کسی امتحان اور مقصد کے لیے جب اس کی جستجو حد سے بڑھی تو وہ پوچھتا ہے "کون چاہتا ہے مجھ سے کہ میں اس کو جانوں" اس وقت وہ صبر کرتا ہے اور بااصول رہتا ہے۔ اسکی بڑھتی ہوئی جستجو مالک کی نشانی کے ساتھ محبت میں بدل جاتی ہے۔ جو اس کی چاہت کو اس کے مالک کی نشانی کو سمجھنے کی خواہش پیدا کرتی ہے کہ ان واقعات کا کیا مطلب ہے اور اپنے مالک کو خوش کرنے کے لیے کون سی اچھی خوبیاں ہونی چاہئیں۔

وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ تو انجیر کا درخت ہے اگر اس پر مختلف قسم کے پھل لگتے ہیں وہ اب مزید پریشان نہیں ہے کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ یہ مہمانوں کے لیے تیار کیے جانے والے مالک کے ان دیکھے پھلوں کی لسٹ کا نمونہ ہے۔ ورنہ ایک درخت پر اتنے مختلف اقسام کے پھل نہیں ہوتے وہ تہہ دل سے التجا کرنا شروع کرتا ہے کہ اسکے نتیجہ میں راز کی چابی اس پر واضح ہو جاتی ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے۔ "اس منظر اور واقعات کے مالک میں تیری پناہ میں ہوں۔ میں تجھی سے ہی پناہ مانگتا ہوں اور تمہاری خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ میں تیری رضا اور تیرے متعلق علم کا خواہاں ہوں" دیوار پھٹ جاتی ہے ایک دروازہ (سانپ کا منہ) اس کو انتہائی دلکش، حیران کن باغ کی طرف لے جاتا ہے۔ دونوں سانپ اور جنگلی جانور اسکے غلام بن جاتے ہیں۔ جانور ایک گھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس پر وہ سواری کرتا ہے۔

پس اے میری کاہل روح اور اجنبی دوست! ان حیثیتوں کا موازنہ کرو اور دیکھو کہ کیسے اچھائی کا نتیجہ اچھائی اور برائی کا برائی۔ بھائی بائیں طرف مڑا اپنی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور آزادی کی مرضی پر وہ سانپ کے منہ میں گرنے والا ہی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے تنہا اور مضطرب ہے اور اپنے آپ کو اس قیدی کی طرح سمجھتا ہے جو کہ کئی جنگلی جانوروں کے حملوں کے سامنے کھڑا ہے وہ اپنی الجھن میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ بظاہر مزے دار لیکن حقیقت میں زہریلے پھلوں کو کھانے سے جو کہ صرف نمونہ ہیں اور ان پھلوں کو کھانے کے لیے نہیں بلکہ محض نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے تاکہ لوگ اصلی پھلوں کی تلاش کریں اور اسکے گاہک بنیں۔ وہ اس کا دن تاریکی میں بدل دیتا ہے۔ وہ خود غلطی پر ہے اور دوزخ جیسی صورت حال میں پھنستا جا رہا ہے پس وہ نہ تو رحم کے قابل ہے اور نہ ہی شکایات کا حق رکھتا ہے۔

اس کے برعکس، جس بھائی نے دایاں راستہ اپنایا وہ مزے دار باغ میں ہے اور کئی غلام اسکے اردگرد ہوتے ہیں۔ وہ ہر مختلف اور خوبصورت محل وقوع کا احترام کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے اور اپنے مہربان میزبان کی خوبصورت اور انوکھے غلاموں میں ایک قابل عزت مہمان کے طور پر لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ انجیر کے درخت کے پھلوں کو کھاتا نہیں ہے بلکہ نمونہ سمجھتا ہے ان کو اور حقیقت سے آشنائی ہونے کی وجہ سے اپنی خوشی ملتوی کرتا ہے اور اپنی پیش قدمی پر خوش ہے۔

ایک بھائی اس شخص کی طرح ہے جو کہ اپنی اچھی صورت حال سے انکار کرتا ہے اس موسم گرما کے باغ میں جہاں اس کے ساتھی موجود ہیں اور نشئیوں کی طرح سردی میں اپنے آپ کو جنگلی جانوروں کے درمیان سمجھتا ہے اور وہاں پر شکایت کرتا ہے۔ اپنے آپ کو بے وقوف بناتے ہوئے اور اپنی دوستوں کی توہین کرتے ہوئے وہ رحم کے قابل نہیں ہے دوسرا بھائی جو کچھ اس کو دیا جاتا ہے یقین کے ساتھ قبول کرتا ہے قانون کی پابندی کرتا ہے حقیقت کو سمجھتا ہے اور مانتا ہے جو کہ اس کے بہت ہی قریب ہے۔ مالک کی حقیقت کا احترام کرنے کی وجہ سے وہ قابل رحم ہے۔ اس لیے کیا ہم اس چیز کی جزوی سمجھ بوجھ حاصل کر سکتے ہیں؟ ''جو کچھ بھی تم اچھا کرتے ہو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جو تم برا کرتے ہو وہ تمہاری طرف سے ہے''۔

ان بھائیوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نے اپنے ہی اندر دوزخ جیسی صورت حال پیدا کر لی ہے اپنے رویہ کے مطابق حقیقت کو ڈھالنے کے لیے جبکہ دوسرے بھائی کی بھلائی کی استطاعت نیک نیتی اور اچھی فطرت نے اس کی رہنمائی کی ہمدرد اور اچھی صورت حال کی طرف۔ اب میں اپنے باطن اور پڑھنے والے کے اندر سے کہتا ہوں ''اگر تم کامیابی کی خواہش رکھتے ہو تو قرآن کریم کی رہنمائی کی پیروی کرو۔''

اس حکایت کا خلاصہ نیچے دیا جاتا ہے: ایک بھائی مسلمان ہے جبکہ دوسرا بھائی کافر۔ دایاں راستہ قرآن اور عقیدہ کا ہے جبکہ بایاں بغاوت اور کفر کا باغ انسانی معاشرہ اور تہذیب ہے جو کہ دونوں اچھائی اور برائی، صفائی اور گندگی رکھتی ہے ایک باشعور شخص ہمیشہ صاف اور خوشگوار راستہ کو ہی اپناتا ہے جبکہ مبہم اور پریشان راستہ سے بچتا ہے اور پرسکون دل کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ صحرا زمین ہے جانور موت ہے کنواں ہماری زندگی ہے اور ساٹھ میٹر گہرائی ہماری ساٹھ سال کی اوسط زندگی کا اندازہ ہے۔

کنویں میں درخت ہماری زندگی ہے جس میں دو چوہے اسکی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں وہ دن اور رات ہیں اور سانپ کا منہ قبر ہے۔ ایمان والے کے لیے یہ دروازہ ہے جو باغ میں کھلتا ہے اور کیڑے مکوڑے وہ پریشانیاں ہیں جو ہم برداشت کرتے ہیں اور حقیقت میں یہ خدا کی عمدہ تنبیہات

ہیں۔ایمان والے کو بے توجہگی سے روکنے کے لیے اور جو پھل ہیں اس دنیا میں نعمت اسکی آخرت کے نعمتوں کا نمونہ ہیں جو کہ گاہکوں کو جنت کے پھلوں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔نشانی اللہ کی پوشیدہ مرضی کی نشاندہی کرتی ہے جو کہ اس تخلیق کا مقصد ہے یہ عقیدہ کے ساتھ کھلتی ہے اور اسکی چابی ہے ''اے خدا، نہیں ہے کوئی معبود مگر ہے اللہ۔خدا، نہیں ہے کوئی معبود مگر ہے اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا۔

ایک بھائی کے لیے سانپ کا منہ (قبر) باغ (جنت) میں تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ دوسری طرف تمام کافروں کے لیے وہ ایک دکھ کے گھر کا (دوزخ) دروازہ بن جاتی ہے۔جانور ایک تابعدار غلام بن جاتا ہے ایک تربیت یافتہ گھوڑے کی طرح۔دوسری طرف کافروں کے لیے موت اپنے پیاروں سے جدائی اور جنت جیسی زمین کے چھوڑنے کے بعد ایک طویل قید۔ایمان والوں کے لیے یہ انکے اپنے ساتھیوں اور دوستوں سے دوبارہ ملاپ کا ایک ذریعہ ہے۔یہ خوشی کے لافانی گھر جانے کا راستہ ہے۔لافانی باغات میں جانے کے لیے دعوت ہے، اپنے انتہائی مہربان اور رحم کرنے والے کی سخاوت اور اپنے جذبات کے بدلہ لینے کا موقع ہے اور زندگی کے بوجھ سے چھٹکارا کی ایک قسم ہے۔مختصراً وہ لوگ جو عارضی زندگی کے لیے کوشاں ہیں وہ اپنے آپکو دوزخ کی طرف دھکیل دیتے ہیں کیونکہ وہ اس کو اسی دنیا میں ایک جنت کی طرح محسوس کرتے ہیں۔اور جو لافانی زندگی کی جستجو کرتے ہیں وہ دونوں جہانوں میں مسرت اور امن پاتے ہیں تمام مشکلات کے باوجود وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور صبر کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ عارضی زندگی محض ایک انتظار کرنے والی جگہ کی طرح ہے جہاں سے شروع ہونے والا سفر آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔

''اے اللہ ہمیں خوشی، نجات، قرآن اور عقیدہ والے لوگوں میں سے بنا۔آمین۔اللہ ہمارے آقا محمدؐ پر رحمت اور امن نازل فرما اور اسکے خاندان اور ساتھیوں پر، ان تمام قرآن میں دیے گئے الفاظ پر جو انتہائی رحم کرنے والے کی اجازت سے ظاہر کیے گئے اور تلاوت کرنے والے کے ہر لفظ کی تلاوت سے پیدا ہونے والی آواز پر رحمت فرما۔ہم پر اور ہمارے والدین پر اور تمام ایمان والوں پر جتنے کہ قرآن کے الفاظ ہیں رحم فرما اپنے رحم میں سے اے مہربانوں کے مہربان۔آمین۔تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

نواں لفظ

نماز کے مختلف اوقات

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

''بزرگی بیان کرو اس اللہ کی جب شام ہو اور جب تم اٹھو صبح کے وقت آسمانوں اور زمین پر تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ پہر پہر کے وقت اور جب ہو جائے دوپہر۔''

(30:17-18)

اے مسلمان بھائیو! تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ پانچ نمازیں مقرر کردہ وقت پر کیوں پڑھنی چاہئیں؟ میں تمہیں اسکی کئی وجوہات میں سے ایک بتاؤں گا۔ ہر ایک نماز ایک خاص نقطہ کے آغاز کے لیے ہے جو الہامی طاقت کے نفاذ اور عالمگیر ایزدی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ ہمیں ان خاص اوقات میں نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے اس تمام طاقتوں کے مالک کی شان کی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کے لیے اور جو دو نمازوں کے درمیان وقت ہوتا ہے اس میں جتنی نعمتیں ہم استعمال کرتے ہیں انکا شکر ادا کرنے کے لیے۔

پہلا نکتہ

ہر نماز خدا کی مہربانی کا احساس اور اس کی شان و شوکت اور تعریف و توصیف بیان کرتی ہے ہم سبحان اللہ (عظمت والا ہے اللہ) کہتے ہوئے اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں ان لفظوں میں اور اس کی شان کی پہچان بھی۔ اللہ اکبر (اللہ ہے سب سے بڑا) کہنے سے اس کے کامل ہونے کی پہچان کی تعریف اور شان و شوکت بیان کرتے ہیں۔ الحمد للہ (سب تعریف خدا کے لیئے ہے) کہنے سے ہم اپنی زبان، جسم اور دل سے اس کی خوبصورتی کی پہچان کے لیے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ نماز کا مقصد اس کی بزرگی، جاہ وجلال کی توصیف اور اس کا شکر ادا کرنا ہے

اور یہ تین کلمات تمام الفاظ اور اعمال میں موجود ہوتے ہیں اس میں جو نماز پڑھتے ہیں ہر ایک نماز میں تنتیسبار ان الفاظ کو دہرانے میں نماز کے مقاصد کی بار بار تصدیق اور تکمیل ہوتی ہے ایسے مختصر الفاظ میں نماز کا مطلب ہر نماز میں واضح ہو جاتا ہے۔

دوسرا نکتہ

ہم اللہ کے غلام ہیں ہمیں اپنے نقائص، کمزوری اور مفلسی کے بارے میں علم ہونا چاہیے اس لیے ہم محبت اور خوف سے اپنے آقا و مالک کے سامنے جھکتے ہیں جسکی طاقت ایزدی اور الہامی رحم پر ہر مخلوق کا انحصار ہے۔

جیسا کہ اس کا اقتدار اعلیٰ تابعداری اور طاعت کا تقاضا کرتا ہے اس کا تقدس ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اپنے نقائص کو دیکھیں اور اس سے معافی مانگیں اس خیر کا اظہار کرنے کے لیے کہ وہ بے عیب ہے اور جو کوئی اس کے متعلق بری رائے رکھتا ہے بے خبر ہے اور بے معنی ہے اس کا سب کچھ۔ اللہ ہے تمام مخلوقات کے جیسے نقائص سے ماورا۔

اس کی قوت کی تکمیل کا تقاضا ہے کہ تمام مخلوقات اپنی کمزوری اور بے چارگی کو پہچانتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ ''اللہ ہے بہت عظیم'' اس لافانی مددگار کے کاموں کی شان کی تعریف اور توصیف پر۔ اس کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکتے ہوئے ہم اس کی پناہ مانگتے ہیں ہم اسی پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں اس کے ترس کا لامحدود خزانہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم ضروریات بیان کریں اور تمام مخلوقات اس کی مدد مانگتے ہوئے اور اس سے التجا کرتے ہوئے اس کی رحمتوں کی تعریف کرتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہوئے اس کی بزرگی و عظمت کا اظہار کرتے ہیں۔ مختصراً نماز کے کلمات اور عمل اس کے معنوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس لیے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم پر ادا کیے جاتے ہیں اور وہ ہی ان کو ترتیب دیتا ہے۔

تیسرا نکتہ

ہر شخص کائنات کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے اور اسی طرح قرآن کی پہلی صورت ''صورۃ فاتحہ'' تمام کتاب کا ایک چھوٹا سا اعلیٰ نمونہ ہے اور نماز ایک ایسی تابندہ لسٹ ہے جس میں عبادت کے تمام طریقے شامل ہیں اور ایک مقدس نقشہ ہے ان مختلف عبادات کے طریقوں کا جو تمام جاندار موجودات اللہ کے لیے سرانجام دیتی ہیں۔

چوتھا نکتہ

دن اور رات کی متواتر تقسیم اور تمہاری زندگی کے ادوار اور سال ایک بڑی گھڑی کے پہیوں اور لیور کی طرح کام کرتے ہیں۔

فجر کا وقت موسم کے آغاز کی طرح ہے جس لمحہ نطفہ ایک محفوظ بچہ دانی (Womb) میں پناہ لیتا ہے یا پہلے ان چھ دنوں کا آغاز ہے جن میں زمین اور آسمان بنائے گئے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ خدا اپنی طاقت کا کیسے استعمال کرتا ہے اور اوقات اور واقعات کیسے رونما کرتا ہے۔

ظہر کا وقت (دوپہر کے بعد) بلوغت کی تکمیل کی طرح ہے موسم گرما کا درمیان، یا دنیا کی زندگی میں انسانی تخلیق کا دور، یہ اللہ کی رحمت کے حسین مظاہر اور اس کے واقعات اور اوقات میں بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کرتی ہے۔ عصر کے وقت (سہ پہر) موسم خزاں یعنی بڑھاپا اور آخری وقت کے دور (خوشی کا دور) سے مشابہت رکھتی ہے یہ تمام مہربان کی مہربانیوں اور الہامی کاموں کو ذہن میں لاتی ہے۔

مغرب کا وقت خزاں کے آخر پر تمام مخلوقات کے زوال کی طرف اور ہماری اپنی موت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ یہ ہمیں قیامت کے دن کے آغاز پر دنیا کی تباہی کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کرتا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ کی شان کے مظاہر کو کیسے سمجھنا ہے اور ہمیں لاپرواہی کی گہری نیند سے جگاتا ہے۔ عشاء کا وقت (رات) دنیا کی تاریکی کو دن کو سیاہ غلاف سے ڈھانپے رکھتا ہے اور موسم سرما جو کہ مردہ زمین کی سطح کو اپنے سفید غلاف سے ڈھانپے زمین میں لاتا ہے۔ تمام بھولے ہوئے کاموں کو ذہن نشین کراتا ہے اور اس عمل کے میدان کے ناگزیرپن اور مکمل زوال کے بارے میں بھی نشاندہی کرتا ہے۔ عشاء ان تمام خوفناک عملوں کا اظہار کرتی ہے جو کہ انسان اس کے شان کے آگے اپنی طاقت سے بڑھ کر کرتا ہے۔

رات ہمیں موسم سرما، قبر، عالم برزخ کی یاد دلاتی ہے اور بتاتی ہے کہ ہماری روح کو اس تمام رحم کرنے والے کے رحم کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔ تہجد کی نماز ہمیں یاد دلاتی ہے اور تنبیہ بھی کرتی ہے کہ نماز کی روشنی قبر کے اندھیرے میں کتنی ضروری ہو جائے گی۔ ان غیر معمولی واقعات کے دوران اس لامحدود نعمتوں کے حقیقی نوازنے والے کو یاد کرتے ہوئے یہ واضح کرتی ہے کہ وہ ہی ہے کتنا قابل تمام تعریفوں اور تمام مہربانیوں کے۔

آنے والی صبح اس صبح کے متعلق بتاتی ہے جس کے بعد قیامت ہے۔ایسا ہی جیسا کہ رات دن کا پیچھا کرتی ہے اور موسم بہار موسم سرما کے پیچھے آتا ہے پس قیامت کا دن یا موسم بہار اس درمیانی زندگی کے پیچھے آتا ہے۔

ہر نماز کا متعین وقت ایک اہم نقطہ انقلاب کی ابتدا ہے اور کائنات کی زندگی میں ایک بڑے انقلاب کی یاداشت ہے۔اس لافانی مددگار کی طاقت کے روزانہ خوفناک استعمال کے ذریعے نمازوں کا وقت ہمیں الہامی طاقت کے معجزات اور اسکے تحائف جو زمان ومکاں سے مبرّا ہیں کے بارے میں نشاندہی کرتا ہے۔پس مقررہ نمازیں جو کہ ہمارے باطن کا فرض ہیں۔عبادت کی بنیاد ہیں اور اصلی فریضہ ہیں اپنے اوقات پر زیادہ مناسب اور بہتر ہیں۔

پانچواں نکتہ

ہم کمزور پیدا کیے جاتے ہیں حتٰی کہ ہر چیز جو ہم سے متعلق ہے ہم پر اثر انداز ہوتی ہے اور پریشان کرتی ہے ہمارے پاس کوئی قوت نہیں مگر مصائب اور دشمنوں سے تکلیف میں ہیں ہم انتہائی غریب ہیں مگر ضرورتیں بہت زیادہ۔ہم سست اور کمزور استطاعت کے ہیں مگر زندگی کا بوجھ بڑا بھاری ہے انسان ہونے کے ناطے ہم پوری دنیا کے ساتھ منسلک ہیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور واقف ہیں وہ تو پوشیدہ ہے اور نتیجے کے طور پر ہم رنج والم کا درد اٹھاتے ہیں۔ ہماری ذہنیت اور شعور ہمیں عظیم مقاصد کے لیئے اور لافانی فوائد کی طرف کھینچتا ہے مگر ہم بے صبرے، بے طاقت اور اس قابل نہیں ہیں اس مختصر سی زندگی کے عرصہ میں۔ان مثالوں کو لیجئے کئی چیزیں بالکل واضح ہوجاتی ہیں۔

فجر کی نماز انتہائی ضروری ہے کیونکہ دن کے کاموں کو شروع کرنے سے پہلے ہم اسکے سامنے اپنی استدعا پیش کرتے ہیں۔نماز اور التجا کے ذریعے اپنی مدد اور کامیابی کیلیئے تمام طاقتور کی شان، تمام عظمت والے مہربان کی عدالت میں درخواست کرنی چاہیے۔ایسی حمایت بہت ضروری ہے ان مشکلات اور مسائل کو برداشت کرنے کیلیئے جو ہمارے منتظر ہوتے ہیں۔

ظہر کی نماز اس لئے ضروری ہے کہ جب دن اپنا سفر مکمل کرنے کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔لوگ اپنے کاموں میں وقفہ کرتے ہیں۔کام کی تھکاوٹ سے پیدا ہونے والی غفلت اور بے خبری سے روح نجات چاہتی ہے۔اس وقت نماز پڑھنا نہایت اچھا، ضروری اور مناسب ہے۔ ہر نماز روزمرہ زندگی کے تناؤ کھچاؤ اور بے راہ روی سے رہائی دلاتی ہے۔ہم اس حقیقی رحمتوں کے نازل کرنے والے کی موجودگی میں عاجز کھڑے ہوتے ہیں۔اسکی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ہم

اسکی طاقت اور شان وشوکت کے سامنے اپنی عاجزی اظہار کیلئے جھکتے ہیں اور اسکی ہمیشہ رہنے والی کا ملیت اور لاثانی بڑائی کے سامنے ہم اپنی محبت اور عجز کا اظہار کرنے کیلئے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

عصر کا وقت موسم خزاں کی یاد دلاتا ہے بڑھاپے کی کمزور حالت کو ظاہر کرتا ہے اور وقت آخر پریشان کے دور کی مشابہت رکھتا ہے دن کے کام کاج اپنے اختتام کو پہنچتے ہیں اور خدائی نعمتیں جو دن کو نازل ہوتی ہیں (صحت، تحفظ اور اسکے راستے میں اچھے کام) ایک مجموعہ کی صورت میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ ثابت کرنے کیلئے کہ چیز عارضی ہے۔ ہم جو زندگی کے طویل سفر کیلئے پیدا کیے جاتے ہیں جو کچھ ہمیں حاصل ہوتا ہے اس کیلئے اس کا شکر ادا کرنے کے لیے ہم کھڑے ہوتے ہیں وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

اس لیے نماز عصر ایک اعلیٰ ذمہ داری ہے ایک اہم خدمت ہے۔ اسکا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے اور ایک عمدہ مسرت ہے۔ ہم ذہنی سکون اور حقیقی اطمینان حاصل کرتے ہیں ہمیشہ رہنے والے کی لذمانی عدالت میں عاجزی کرتے ہوئے اپنی روح کو سکون پہنچاتے ہیں اسکے لامحدود رحم کی پناہ مانگتے ہوئے۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ ہم بے شمار نعمتوں کی تعریف کرتے ہیں اسکی طاقت اور عظمت کے سامنے عاجزی سے جھکتے ہوئے اور اس لافانی خدا کے آگے سجدہ زیر ہوتے ہوئے۔

شام موسم سرما کے آغاز کی یاد دلاتی ہے جو کہ موسم گرما کے جانے کی غمزدہ پارٹی اور موسم خزاں اور موت کے ذریعے اپنے پیاروں کی غمگین جدائی کی یاد دلاتی ہے۔ سورج کا چراغ بجھ جاتا ہے اور زمین کے باشندے اپنی تباہی کے بعد دوسری دنیا کی طرف ہجرت کریں گے یہ ایک سخت تنبیہ بھی ہے ان لوگوں کے لیے جو عارضی، فرضی پیاروں کو پوجتے ہیں جنہوں نے ایک دن مر جانا ہے۔

اپنی فطرت کی وجہ سے انسانی روح ایک لافانی خوبصورتی کے لیے طویل سفر کرتی ہے۔ نماز کے دوران انسان اس لافانی ہستی کی طرف رجوع کرتا ہے جو کہ ہر ایک چیز کو پیدا فرماتا ہے اور ان کو ایک شکل مہیا کرتا ہے اور وہ بڑی بڑی جسامت والے سیاروں اور ستاروں کو حکم صادر فرماتا ہے اور اس وقت انسانی روح کسی بھی محدود چیز پر بھروسہ نہیں کرتی اور اللہ اکبر (اللہ ہے سب سے بڑا) پکار اٹھتی ہے۔ تب ہم اس کی موجودگی میں کہتے ہیں الحمد للہ (تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں) اس کی بے عیب قابلیت، لاثانی خوبصورتی اور شان وشوکت اور لامحدود رحم کی تعریف کرنے کے لیے۔

اس کے بعد یہ پکارتے ہوئے کہ "تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں" (1:4) اپنی عبادت پیش کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں اس کا تنہا آقا ئیت سے، بلا

شرکت غیرے قدرت سے اور لاشریک اقتدار اعلیٰ ہے،اس کی کامل عظمت اور عزت، بے حد طاقت اور لامحدود بزرگی کے سامنے جھکتے ہوئے ہم اپنی کمزوری اور لاچارگی، عاجزی اور ضعف کا دوسری مخلوقات کے ساتھ اظہار کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے۔"بزرگی ہے میرے آقا کی جو طاقت والا ہے"۔اس کی موجودگی کی شان اور نہ ختم ہونے والی خوبصورتی کی پہچان۔اس کی تبدیل نہ ہونے والی مقدس صفات اور اس کی مسلسل ہمیشہ رہنے والی کاملیت کے سامنے جھکتے ہوئے اور تمام چیزوں سے جو اس کے علاوہ ہیں ان سے منہ موڑتے ہوئے ہم اپنی ذلت اور خوف کی وجہ سے آپ کی غلامی اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔تمام رحم کرنے والی لافانی اور تمام خوبصوتی کے مالک کو پاتے ہیں ہم کہتے ہیں۔"عظمت ہے میرے آقا کی جو نہایت ہی بزرگ و برتر ہے"۔ہم آپکو انتہائی بزرگ و برتر مالک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کسی بھی غلطی اور زوال سے آزاد ہو کر۔

تب ہم احترام کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی خوشی سے تمام مخلوقات کی تعریفیں اور عظمتیں اس لافانی، تمام طاقت کے مالک اور تمام جاہ وجلال والے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ہم اپنے مالک سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنے مقدس پیغمبرؐ پر رحمتیں اور امن نازل فرمائے۔ہم اعلان کرتے ہیں ان سے رابطہ جوڑنے کی بدولت اس کے احکامات کی تابعداری، ہمارے عقائد کی مضبوطی اور تجدید کے لیے۔اس کائنات کے صحیح انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے ہم خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی پیغمبری، آقا کا اقتدار اعلیٰ اور اس چیز کا جو اسے خوش کرے،ہم تصدیق کرتے ہیں کتاب کے ترجمان کی جس میں کائنات کی نشانیاں اور آیات ہیں۔

اس کو لیجیے کہ ہم کیسے اصل مسلمان ہو سکتے ہیں جب ہم یہ محسوس نہیں کرتے کہ شام کی نماز کیا ظاہر کرتی ہے۔"یہ ایک خوشگوار فریضہ ہے۔ایک قابل اہمیت اور پر مسرت خدمت ہے، ایک عمدہ اور خوبصورت عبادت ہے۔ایک سنجیدہ مسئلہ ہے خالق کے ساتھ ایک اہم گفتگو ہے اور اس عارضی مہمان خانہ میں مستقل خوشی کا ایک ذریعہ ہے۔

عشاء کا وقت جب رات زمین کو ڈھانپ لیتی ہے ہمیں خدا کے کاموں کے کرنے کی یاد دلاتی ہے جیسا کہ اُس کا رات اور دن کا بدلنا، یہ ہمیں قدرت کے تمام کاموں کے متعلق بتاتی ہے جو کہ تمام عقل والی اور کامل ہے جیسا کہ سورج اور چاند کو فتح کرنے والا کام ہے اس کا دن کے سفید صفحہ کو رات کے تاریک صفحہ میں بدلنے کا کام اور اسکے موسم گرما کے رنگوں کو خوبصورتی سے بدلنے میں موسم سرما کے ٹھنڈے سفید صفحہ میں۔یہ اس کے زندگی اور موت کے مالک ہونے کے کام کو یاد دلاتی ہے جب وہ

ایک مردہ وجود کے باقی ماندہ کاموں کو اگلی دنیا میں بھیجتا ہے۔ یہ ہمیں زمین اور آسمانوں کے خالق کے طور پر اسکے شاندار اظہار اور عظمت والے کنٹرول کو ذہن نشین کراتی ہے اور اس وقت کی یاد دلاتی ہے جب یہ فانی، عارضی اور عاجز دنیا ختم کر دی جائے گی۔

اسی طرح آخرت کی وسیع، لافانی اور عظمت والی دنیا کا واقع ہو جانا بھی ایک سچائی ہے۔ یہ اطلاع بھی دیتی ہے کہ صرف وہی ہے جو آسانی سے دن کو رات میں بدلتا ہے موسم سرما کو گرما میں اور اس دنیا کو دوسری دنیا میں اور وہی عالمگیر اور حقیقی آقا و مالک ہو سکتا ہے وہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور حقیقی طور پر اس سے پیار کیا جائے۔

رات کے وقت ہماری روحیں، جو کہ بے حد کمزور اور عاجز ہیں، غریب اور ضرورت مند ہیں، حالات اور واقعات کے ذریعے ادھر ادھر سفر کرتی ہیں بعض اوقات تاریک اور اجنبی مستقبل کی طرف۔ نماز عشاء ادا کرو۔ ہم حضرت ابراہیم کی طرح کہتے ہیں "میں نہیں عبادت کرتا اس کی جو غروب ہو جاتے ہیں" (6:76)۔ ہم تو ہمیشہ زندہ رہنے والے ہمیشہ کے لیے پوجے جانے والے، لافانی محبوب کی عدالت میں پناہ مانگتے ہیں۔ ہماری اس عارضی زندگی کے اندھیرے میں ڈوبتی ہوئی دنیا اور تاریک مستقبل سے ہم ہمیشہ باقی رہنے والے، مستقبل سے استدعا کرتے ہیں۔ نہ ختم ہونے والی گفتگو کے ایک لمحہ کے لیے، لافانی زندگی کے چند سیکنڈوں کو ہم اس تمام رحم کرنے والے اور مہربان سے اس کی حمایت طلب کرتے ہیں۔ ہم اس کی رہنمائی کی روشنی مانگتے ہیں جو کہ ہماری اس دنیا کو اور مستقبل کو تابندہ بنا دے گی اور تمام دوستوں اور مخلوقات کے زوال کے درد کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی۔

دنیا کو بھول جائیں جس نے ہمیں رات کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اپنے دل کے رنج والم کو اس کے رحم کی عدالت میں انڈیل دیں۔ جب موت کی طرح نیند آ جاتی ہے تو اس کے بعد کچھ بھی ہو سکتا ہے ہم اپنی عبادت کا آخری فرض ادا کرتے ہیں۔ ایک خوشگوار نوٹ کے ساتھ ہم اپنے دن کے کاموں کو بند کرتے ہوئے التجا کرتے ہیں اور لافانی محبوب کی طرف جاتے ہیں اور عبادت کی اس کی جو موجود ہے نہ اس کی جو فانی ہے ہم نے سارا دن اس سے محبت کی تمام طاقت والے اور سخی کی موجودگی کی نہ کہ لاچار مخلوقات کی جن سے بھیک مانگی سارا دن اور اس تمام مہربان حفاظت کرنے والے کی موجودگی کی عبادت کی اس امید پر کہ وہی ہے بچانے والا تمام نقصان دہ مخلوقات کی برائی سے اس سے پہلے کہ ہم تمام دن خوف سے کانپتے رہیں۔

ہم سورۃ فاتحہ کے ساتھ نماز شروع کرتے ہیں جو تمام جہانوں کے مالک کی تعریف بیان کرتی ہے جو کہ مہربان کامل خود کفیل اور نہایت سخاوت کرنے والا ہے۔ ہم اس کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ہے عبادت کے قابل۔ ہماری تنہائی اور کمزوری کے باوجود وہی ہے روز جزا کا مالک، لافانی اقتدار اعلیٰ جس سے ہمارا تعلق ہے اور ہمیں ایک اہم آفیسر اور مہمان کے طور پر سمجھنے کے اسباب مہیا کرتا ہے ۔اس کے ذریعے" تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تمہیں سے ہی مدد مانگتے ہیں"(1:5) ہم تمام مخلوقات کی عبادت کو اسکے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس کی مدد طلب کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا(1:6) ہم لافانی خوشی اور روشن راستہ کی طرف رہنمائی کی استدعا کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہوئے کہ"اللہ سب سے بڑا ہے" ہم اس کے آگے جھکتے ہیں اور غور وفکر کرتے ہیں اس کی شان کی عظمت کا جو کہ سورج کو غروب ہونے اور ستاروں کو چمکنے کا حکم دیتا ہے اور یہ ان فوجی سپاہیوں کی طرح ہیں جو کہ اس کے حکم کے تابع ہیں۔ جس طرح کہ پودے اور جانور جو کہ اب سو چکے ہیں اور اس دنیا میں اسی طرح اس کے چراغ اور غلام ہیں۔

ہم تمام مخلوقات کے عالمگیر سجدہ کے بارے میں سوچتے ہیں یہ اس طرح ہے جیسا کہ تمام مخلوقات رات کو سو جاتی ہیں جب تمام جاندار ایک خاص عرصہ یا عمر کی زندگی رکھتی ہے اپنی عبادت کے فرائض سے دستبردار ہو جاتی ہیں اس کے حکم پر"ہو جا" اور یہ اس کے تابعدار فوجی سپاہیوں کی ایک منظم فوج کی طرح ہے اور اس دنیا میں بھیجی جاتی ہے اس ان دیکھی ہستی کی طرف سے اور یہ فوج موت کے فرش پر ایک مکمل نظم ونسق کے ساتھ سجدہ ریز ہوتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ"اللہ ہے سب سے بڑا"۔ان کو دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے موسم بہار میں اٹھنے کے لیے زندگی بخشنے والی قرن کی آواز پھونکی جاتی ہے اس کے حکم پر"ہو جا" اور"یہ ہو جاتا ہے" اور اٹھتے ہیں اپنے مالک کی خدمت کرنے کے لیے۔ غیر معمولی انسانیت اس طرح اقرار کرتی ہے اس تمام مکمل رحم کرنے والے۔ تمام شان والے مہربان کی موجودگی میں اپنی ایک انتہائی عجیب محبت، لافانیت میں ڈوبی ہوئی عاجزی اور عظمت والی خاموشی کی وجہ سے۔ ہم تب اس لیے سجدہ کرتے ہیں اور ایک خاص قسم کی بلندی حاصل کرتے ہیں۔

اس لیے ہر نماز کا مقررہ وقت ایک طاقتور انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے اور مالک کے زبردست کام کی نشانی ہے اور اس عالمگیر آسمانی نعمتوں کا ٹوکن ہے اور پس یہ مسئلہ مکمل دانشمندی کا ایک نتیجہ ہے۔

"عظمت ہو اس کی ہمیں بچا اس علم سے جو تو نے ہی ہمیں سکھایا ہے
حقیقت میں تم ہی سب کچھ جاننے والے، تمام عقل والے ہو۔

اے اللہ اس پر رحمتیں اور امن نازل فرما جسکو تو نے اپنے بندوں کے لیے معلم بنا کر بھیجا تا کہ وہ انہیں علم عطا کرے تمہارے اور تمہاری عبادت کے متعلق، تمہارے ناموں کے خزانوں کو کھول دیتا ہے، کائنات میں تمہاری کتاب کی آیات اور نشانیوں کا ترجمان ہے۔ تمہارے آقا و مالک ہونے کے نشان کا عکس ہے اور ترس کر اس کے خاندان اور ساتھیوں پر۔ ہم پر اور تمام ایمان والوں پر رحم فرما۔ آمین۔ اپنے پیار کی خاطر اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

گیارھواں لفظ

تخلیق اور عبادات

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔
چاند جب سورج اور اسکی روشنی کا پیچھا کرتا ہے دن جب نمودار ہوتا ہے رات کا جب اندھیرا پڑتا ہے آسمان اور وہ ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور وہ ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور روح اور وہ کون ہے جس نے ان کو مکمل کیا۔

(91:1-7)

اگر تم انسان اور کائنات کی تخلیق کے اسکے مقاصد کے بارے میں کچھ سمجھنا چاہتے ہو اور اس نے پانچ نمازیں کیوں فرض کیں تو اس حکایت کو غور سے سنو: ایک بادشاہ کے قیمتی پتھروں کا ایک وسیع خزانہ تھا اور کئی پوشیدہ خزانے تھے جو صرف اسی کو ہی معلوم تھے۔ وہ تمام شعبہ جات سے اچھی طرح واقف تھا اور تمام قسم کے سائنسی اور مصورانہ شعبوں کے متعلق وسیع علم رکھتا تھا۔ ایسا ہی جیسا کہ کوئی کامل اور خوبصورت ہو قدرتی طور پر اس کو دوسروں کو دکھانے کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہو۔ وہ ایک محل بنانا چاہتا تھا جو کہ اس کی سلطنت کی شان وشوکت، اس کی دولت کی عظمت اور وسعت اور اس کی مصوری اور مہارت کے عجائبات کو ظاہر کر سکے۔ وہ یہ بھی خواہش رکھتا تھا کہ اس کی خوبصورتی اور قابلیت کو اپنی آنکھ میں بھی سمائے گی اور دوسرں کی نظر بھی اسکو دیکھ سکے۔

اور اس نے ایک عالی شان وسیع گھر بنانا شروع کیا۔ اس کو کئی حصوں اور کمروں میں تقسیم کرتے ہوئے اس نے نقش ونگار کے اعلی اور عمدہ نمونوں سے سجایا اور قیمتی پتھروں کے ساتھ اس کی زیبائش کی۔ مصورانہ اور سائنسی طرز اور اصول کے مطابق تصویر بناتے ہوئے اس نے علم کا معجزانہ استعمال کرتے ہوئے سجایا۔ آخر کار اس نے ہر خاندان کے لیے جس نے جہاں رہنا تھا ایک خاص عمدہ مشروبات اور خوراک تیار کی۔ پھر اس نے وضاحت کے ساتھ، سخاوت کے ساتھ ہر ایک چیز مہیا کی

اور ہر خوراک ایسے محسوس ہوتی ہے جیسا کہ کم از کم سو مختلف مہارتوں سے اخذ کی گئی ہو۔

ایک بادشاہ نے اس محل میں اپنے غلام آباد کیے اس نے اپنا اے۔ ڈی۔ سی بھیجا تا کہ اس محل کے بنانے کا مقصد بیان کرے، قوانین کی تابعداری کا بتائے، اور کس قسم کا بادشاہ ہے اس کے متعلق، محل کی تعمیر سجاوٹ، فرنیچر اور زیورات کے بارے میں بتائے۔ بادشاہ نے اے۔ ڈی۔ سی کو محل کے بنیادی ڈھانچے، ڈیزائن اور خدوخال کی وضاحت کا بھی حکم دیا تا کہ وہ اپنی مصوری اور قابلیت کو نمایاں کر سکے اور یہاں کے باشندوں کو یہ بتائے کہ وہ کیسے خوش رہ سکتا ہے۔

اے۔ ڈی۔ سی کے بہت سے طالب علم تھے اور اس کے ایک اسسٹنٹ کو ایک خاص حصہ سپرد کیا گیا۔ اور اس نے اپنے طالب علموں کے درمیان کھڑے ہو کر سامعین سے خطاب کیا۔

> ''اے لوگو ہمارا آقا ہے وہ جس کا یہ محل ہے اور اس نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے اسے تعمیر کیا۔ اس کے بدلے میں اس کو پہچانو اور اس کی مناسب جانکاری کرو۔ آرائشوں کے ذریعے وہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے لیے قابل محبت بن جائے۔ اس کے بدلے میں اس کی مصوری کی تعریف کرو اور اس کے کام کی بڑائی بیان کرو اپنے آپ کو اس کی چاہت والا بناتے ہوئے۔ اس کی نعمتیں اس کی نظر میں تمہاری محبت کا اظہار ہیں تم اس کا حکم مانتے ہوئے اس سے پیار کرو۔ اس کی نوازشیں تمہارے لیے اس کی محبت اور تحفظ کا اظہار کرتی ہیں پس اس کا احترام کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرو۔ اپنی قابلیت کے کام کو دکھانے کی خاطر ہمارے آقا اپنا حسن اور شان بیان کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بدلہ میں اس کو دیکھنے کی بڑی خواہش اور اس کی توجہ حاصل کرنے کا اظہار کرو۔ جو کچھ بھی تم دیکھتے ہو اس میں اس کی خاص نشانیاں ہیں جس کو نقل نہیں کیا جا سکتا وہ وضاحت کرتا ہے کہ وہ منفرد، مکمل طور پر آزاد اور لاشریک ہے اور اس کا محل اور اس کے خدوخال اس کا اپنا ہی کام ہے اور اسی سے ہی صرف تعلق رکھتا ہے۔ پس اس کی انفرادیت، کامل آزادی اور بلاشرکت غیرے بادشاہی کی تصدیق کرو۔

اے۔ ڈی۔ سی نے اپنا خطاب جاری رکھا۔ محل کے باشندے دو طرح کے تھے پہلے گروپ میں جو لوگ تھے اپنے آپ کو واقف اور باشعور سمجھتے تھے جنہوں نے اس کے عجائبات کو دیکھا اور نتیجہ نکالا کہ ہر چیز بامقصد تھی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اے۔ ڈی۔ سی کو غور سے سنا اور

ان مقاصد کے بارے میں سیکھا۔ انہوں نے وہی کیا جو بادشاہ چاہتا تھا اور پس انہوں نے اس کو خوش کیا۔ اس کے بدلے میں بادشاہ نے ان کو ایک اس سے زیادہ وسیع وعریض اور نا قابل بیان حد تک خوبصورت محل میں دعوت دی جہاں پر ان کو تمام قسم کی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا گیا۔

دوسرے گروپ کے لوگ اخلاقی طور پر بددیانت غافل اور گہری سوچ سے عاری تھے انہوں نے مزے دار کھانے صرف دیکھے مگر ان کی سجاوٹ اور زیبائش کا مقصد نہ سمجھا۔ اے۔ڈی۔سی اور اسکے نائبین کے احکامات اور خطاب کو نظر انداز کرتے ہوئے انہوں نے کھانے اور سونے پر ہی توجہ دی۔ منع کیے ہوئے مشروبات کا استعمال کیا اور مدہوش ہوئے، اس کے مہمانوں اور غلاموں کو پریشان کیا اور اسکے قوانین توڑے۔ پس بادشاہ نے انکو قید کر دیا۔

مختصراً، عظمت والے بادشاہ نے ان مقاصد کے لیئے محل بنایا جو اے۔ڈی۔سی نے بیان کیے۔ ان مقاصد کی پہچان دو چیزوں پر ہے۔ پہلی اگر اے۔ڈی۔سی موجود نہ ہوتا تو یہ مقاصد کچھ بھی سمجھ میں نہ آتے کیونکہ معلم کی وضاحت کے بغیر کتاب ایک کاغذوں کا دستہ ہے۔ دوسری چیز، اے۔ڈی۔سی کی تابع فرمانی کی جانی چاہیے کیونکہ اس کا وجود اس محل کی تخلیق کا سبب ہے اور اس میں رہنے والے باشندوں کی تابعداری اس محل کو قائم رکھنے کا سبب ہے۔ ایک اے۔ڈی۔سی کے بغیر اسکے باشندوں کو محل سے متعارف کروانا اور بادشاہ کی مرضی کا پتہ چلانا ہوتا تو بادشاہ اس کو تعمیر ہی نہ کرتا کیونکہ اگر وہ بادشاہ کی ہدایات کو نظر انداز کر دیتے تو محل کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

اگر تم اس کو سمجھتے ہو تو اس کے مطلب پر غور کرو۔ محل یہ دنیا ہے۔ جس کی چھت آسمان ہے جو کہ ستاروں کے ساتھ روشن ہیں جس کا فرش زمین کی سطح ہے جو کہ کئی قسم کے پھولوں سے آراستہ ہے اور بادشاہ وہ مقدس ہستی ہے جو کہ لافانی بادشاہ ہے۔ سات آسمان اور زمین اپنے تمام خدوخال کے ساتھ اپنی خاص زبان میں اس کی بزرگی اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اس نے زمین اور آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ اپنی ربوبیت کے عرش پر تخت نشین ہوتے ہوئے۔ (وہ ہے اپنی ربوبیت کے مسلسل مظاہر کے ساتھ)۔ وہ دن اور رات کو سفید اور سیاہ دھاگے کی طرح بدلتا ہے کائنات کی وسیع چادر پر اپنی نشانیوں کو نقش کرنے کے لیے۔ وہ ہے یکتا تمام طاقت والا اور تمام عظمت والا۔ وہ ہے، جس کے سورج، چاند اور ستارے تمام ماتحت ہیں۔

محل کے کمرے ہزاروں جہانوں کی طرح ہیں جن میں ہر ایک کو ڈیزائن کیا گیا اور خاص طریقہ سے سجایا گیا۔ جہاں ہم جس چیز کو بھی دیکھتے ہیں عمدہ اور خوبصورت کام کا شاہکار ہے اور ایزدی طاقت کا کرشمہ ہے۔ جو ہم خوراک خاص طور ہر موسم گرما میں کھاتے ہیں۔ اس کے رحمت کے پھل

ہیں اور اس کارخانہ قدرت کے کچن میں سورج کی تپش آگ کی طرح ہے۔ قیمتی پتھر الہامی مقدس ناموں کا اظہار ہیں اس کائنات کی زیبائش وسنگھار ترتیب رکھتے ہیں جوکہ اس نے اپنی طاقت کے حکم سے عمدہ اور مناسب طریقے سے نقش کیے ہیں اور سجایا ہے دنیا کو اس نے جو تمام طاقت کا مالک ہے۔

اے۔ڈی۔سی ہمارے آقا نبی محمدؐ ہیں اس کے اسسٹنٹ دوسرے انبیاء ہیں اور اس کے طالب تمام برگزیدہ عالم وفاضل لوگ اور مشائخ ہیں۔ غلام فرشتے ہیں محل کے باشندے انسان اور جن ہیں اور مدعو مہمان وہ جانور ہیں جو انسان کی خدمت کے لیے پیدا کیے گیے ہیں۔ پہلے گروپ کے لوگ ایمان والے ہیں قرآن کے طالب علم ہیں جوکہ کائنات کی عظیم کتاب کی آیات کی تشریح کرتے ہیں۔ دوسرے گروپ کے لوگ کافر اور باغی ہیں ''گونگے اور بہرے'' بھٹکے ہوئے وہ لوگ ہیں جوکہ اپنی نفسیاتی خواہشات اور شیطان کا کہنا مانتے ہیں اور اسی انسانی زندگی کے متعلق سوچتے ہیں اور جانوروں سے بھی نچلے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔

پہلے گروپ کے لوگ روحانی طور پر خوشحال اور آسودہ ہیں جنہوں نے اپنے آقا و مالک روحانی اور عقلی تعلیمات کے پیغام کو غور سے سنا جوکہ دونوں جہانوں کی کامیابی کا راستہ ہے۔ وہ ہمارے آقا جوکہ عبادت گزار ہیں سب سے زیادہ غلاموں میں سے اور وہی ہے جس نے خالق و مالک کے بارے میں لوگوں کو بتایا۔ اور وہی غلام اللہ تعالی کی عدالت کا خاص ایلچی ہے لوگوں کے لیے اور پیام بر ہے جوکہ مالک کے احکامات پہنچاتا ہے انسانوں اور جنوں کے لیے قرآن کے ذریعے۔

یہ وہ لوگ ہیں جوکہ اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اور کئی خوشگوار اور نفیس فرائض انکے ذمہ لگائے گئے جن میں مقررہ نماز، دوسری اقسام کی عبادات بھی شامل ہیں۔

پہلا

انہوں نے الہامی کاموں کو دیکھا اور الہامی ربوبیت کے عجائبات کی سلطنت کا بامقصد مشاہدہ کرتے ہوئے کہا ''اللہ سب سے بڑا ہے'' اور اس کی بڑائی اور بزرگی بیان کی۔

دوسرا

اپنے آپ کو اس مقام پر پاتے ہوئے انہوں نے اس کے مقدس الہامی ناموں کے اظہار کی تعریف کی اور اس مقدس ہستی کی عزت بیان کی ان الفاظ میں ''عظمت ہے اس اللہ کی تمام تعریفیں تو اللہ تعالی کی ہیں''۔

تیسرا

ایزدی خزانوں میں جو نعمتیں موجود ہیں ان لوگوں نے مختلف مقامات کا مشاہدہ کرتے اور جھکتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی۔

چوتھا

جب ان لوگوں نے ذہنی اور روحانی استطاعت کے ترازو سے اس کے الہامی ناموں کے خزانوں کا وزن کرتے ہوئے ایک مقام پر اس کی بڑائی بیان کی اور اعلان کیا کہ اللہ تعالی بے عیب ہے۔

پانچواں

اس کی طاقت کے حکم سے لکھی گئی تقدیر کے پیغامات کو پڑھتے ہوئے اور ایک مقام پر انہوں نے انتہائی غور وفکر کیا اور اس کی بزرگی بیان کی۔

چھٹا

اللہ کو بے عیب قرار دیتے ہوئے اور اس کی تخلیق کے نمونہ، باریکیوں اور خوبصورتی کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایک مقام پر ایسے لوگوں نے محبت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے اور اس عالی شان خالق اور عظیم مالک کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کیا۔

اس لیے انہوں نے اس کائنات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالی سے بالواسطہ گفتگو کی اور اپنے مقامات پر اپنی عبادت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ تب اس دانشمند بنانے والے کے کاموں کو دیکھتے ہوئے کہ وہ کیسے کام کرتا ہے اور اس عالی شان خالق کے فن کے معجزات کا احساس کرتے ہوئے کہ وہ ذی شعور لوگوں کو کیسے اپنی پہچان کراتا ہے وہ لوگ بڑے حیران ہوئے۔

بلاواسطہ تعلق میں انہوں نے اس کی موجودگی میں اعلان کیا ”عظمت ہے آپ کی ہم نہیں جانتے جیسا کہ تمہارا علم جانتا ہے۔ اس جاننے کی ذمہ داری میں جو تجھے مطلوب ہے۔ جو تمہاری پہچان کرواتی ہے وہ تمہاری مخلوقات میں تمہارے کارنامے ہیں۔ اسی تمام رحم کرنے والے نے اپنے پسندیدہ پھلوں کے ذریعے سے لوگوں سے پیار کیا اور تب وہ حالت دیوانگی اور محبت میں پکار اٹھے ”تم ہی ہو جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور تم ہی ہو جس سے ہم مدد مانگتے ہیں۔“ (1:5)

اس کے بدلے میں اس رازق کی تمام نعمتیں واقع ہوتی ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے تحائف اس کی محبت اور تحفظ کی نمائش کا اظہار رکھتے ہیں ان لوگوں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی توصیف

بیان کی یہ کہتے ہوئے ''عظمت ہے اسکی'' تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں''۔

آپ تمام تعریفوں اور مہربانیوں کے لائق ہو اور کائنات کی ہر چیز آپ ہی کی عطا کی ہوئی کے مطابق اس کی تعریف کرتے ہیں۔ تمہاری تمام نعمتیں جو تم نے اس دنیا کی مارکیٹ میں ترتیب دیں اور انکی نمائش کی اور جو فرش پر ہیں وہ تمہاری تعریف اور توصیف بیان کرتی ہیں۔ زمین پر ایک خاص مقدار میں تمہارے رحم کے خوبصورت پھلوں کی تقسیم تمہاری سخاوت اور اعلیٰ شان وشوکت کی گواہی دیتی ہیں اور تمام مخلوقات کی نظر میں مشکور ہیں۔

اس کی شان، عزت وتکریم، کاملیت اور جاہ وجلال کے اظہار کے بدلے میں اور تمام مخلوقات ایک عکس کی طرح جو کہ اس کی شان وشوکت کی آئینہ دار ہے اس کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا ''اللہ ہے سب سے بڑا'' اور اپنی بے چارگی کا احساس رکھتے ہوئے اس کے سامنے جھک گئے۔ اس کے بعد انہوں نے عاجزی، محبت اور خوف سے سجدہ کیا۔ تب اس تمام دولت کے مالک کی کثرت دولت کے مظاہر اور رحم کی جامعیت کے سامنے اپنی مجبوری اور مفلسی دکھاتے ہوئے کہا۔ ''اور وہی ہے جن سے ہم مدد مانگتے ہیں''۔

اس عالی شان کاریگری کے فن اور عجائبات کی نفاستوں کی نمائش کے نتیجہ میں جو اس نے جانداروں کو بنانے میں وضع کیے تو ان لوگوں نے اس کی تعریف وتوصیف میں کہا ''اللہ تعالیٰ کی کیا رضا ہے ان عجائبات میں'' اور پھر کہا '' کتنے خوبصورت یہ شاہکار بنائے گئے ہیں'' اس کی چیزوں کا مسلسل مشاہدہ کرتے ہوئے کہا '' خدا ان پر رحمت نازل کرے'' '' کیسے انوکھے انداز میں ان کو بنایا گیا'' اور اپنے عقیدہ کا اقرار کرتے ہوئے اس کی شہادت دی۔ اس کی مکمل تعریف میں انہوں ہر ایک چیز کو اس کی ہی شہادت سمجھا۔ '' آؤ اور دیکھو، اپنے آپ کو خوش قسمتی کے راستہ پر گامزن کرو''۔

پوری کائنات میں اس لافانی بادشاہ کی سلطنت اور ان کی وحدت کے مظاہر کے نتیجہ میں انہوں نے اس پر یقین کیا اور اس کی وحدانیت کی تصدیق کی اور اپنی عاجزی اور تابعداری کا ثبوت دیا یہ کہتے ہوئے '' ہم نے سنا اور اس حاکم کو مانا'' جہانوں کے مالک کے مظاہر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے عبادت کی اپنی لاچارگی کو محسوس کرتے ہوئے، اپنی مجبوری کو سمجھتے ہوئے اور مقررہ وقت پر نمازیں ادا کرتے ہوئے (جو کہ تمام عبادات کی روح ہے)

جبکہ اس دنیا کی بڑی مسجد میں، انہوں نے اپنی عبادات کی ذمہ داریوں کو اسی طرح ہی نبھایا اور اس لیے تخلیق کے بہترین نمونہ ثابت ہوئے۔ تمام دوسری مخلوقات سے بڑھ کر، وہ اللہ کے قابل

اعتبار خلیفہ بنے اور عقیدہ اور ایمان کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ اس کے بعد امتحان اور نتیجہ اور اسلام کے ساتھ والہانہ محبت کے ساتھ انہوں نے اپنے آقا سے ایمان پایا لافانی خوشی کے ساتھ اور اللہ تعالی نے ان کو امن کی جگہ کے لیے دعوت دی۔

یہاں پر اس نے اپنی رحمت سے انتہائی اعلی نعمتوں سے ان لوگوں کو نوازا جو کہ تخیل اور وضاحت سے بالاتر ہیں اور ان کو لافانی ہمیشہ رہنے والی زندگی عطا کی۔ اس لافانیت کا مشاہدہ کرنے والے اور اس کا عکس بن جانے والے اس کے پیارے لافانی ہو جائیں گے، قرآن کے طالب علموں کا ایسا ہی انجام اور مقام ہوتا ہے۔ قادر مطلق ہم کو بھی ان میں شامل کرے۔ آمین۔

دوسرے گروپ کے ممبران وہ لوگ ہیں جو بدکردار اور گناہگار ہیں سن بلوغت کو پہنچنے پر اس دنیا میں داخل ہوئے الہامی وحدت کی شہادت کا یقین نہ کرتے ہوئے اور اسکی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہوئے انہوں نے تمام مخلوقات کو بیکار سمجھتے ہوئے ان کی بے حرمتی کی اور خدا کے ناموں کے مظاہر سے انکار کیا۔

قصہ مختصر، انہوں نے ایک قلیل وقت میں بے شمار غلطیاں کیں اور لافانی سزا کے مستحق ٹھہرے۔

ہمیں یہ زندگی کا سرمایہ اور انسانی استطاعت، اپنے فرائض کو نبھانے کے لیے دی گئی ہیں۔ اس کو لیجیے کہ ہمارا فرض صرف ایک آرام دہ زندگی گزارنے (جدید کرپٹ تہذیب کے تقاضوں کے مطابق) اور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے تک محدود نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا نفس، شعور اور قابلیت ،شعوری استطاعت اور اعضاء، منظم سسٹم اور احساسات جو ہماری زندگی کی ''مشین'' میں موجود ہیں (ہمارا جسم) ہمارے نفس کی گھٹیا نفسانی خواہشات پورا کرنے کے لیے عطا کیے گئے ہیں۔

اس کی بجائے وہ ہمارے جسم میں شامل ہیں اور دو وجوہات کی بنا پر ہماری فطرت کا حصہ ہیں: پہلی وجہ۔ ہمیں ان تمام اقسام کی نعمتوں کا احساس دلانے کے لیے جو اللہ نے ہم پر نازل فرمائی ہیں اور ہمیں شکریہ ادا کرنے کی طرف راغب کرنے کے لیے۔ دوسری وجہ، کائنات میں اس کے ہر ایک نام کے مظاہر کا تجزیہ کرنے کے لیے اور ان سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے۔ پس ان کو جانو اور پہچانو اور ایمان لاؤ ان پر۔ اگر ہم ان کے مقاصد کو پا سکتے ہیں تو ہم انسانی تکمیل حاصل کر سکتے ہیں اور حقیقی انسان بھی بن سکتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر حکایت میں بتایا گیا ہے ہمیں جو استطاعت دی گئی ہے وہ صرف انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نہیں دی گئی۔

ایک مالک نے اپنے غلام کو سونے کے بیس سکے دیے اور کہا کہ اس کے لیے ایک خاص کپڑا خریدو۔ غلام نے خریدا اور بہترین قسم کے کپڑے سے تیار شدہ سوٹ پہنا۔ ایک مالک نے اپنے غلام کو ایک ہزار سونے کے سکے دیے اور اس کی جیب میں ایک لکھی ہوئی لسٹ ڈالی اور اسکو خرید و فروخت کے لیے روانہ کیا۔ ظاہری طور پر وہ رقم کپڑے خریدنے کے لیے نہ تھی پس اگر دوسرے غلام نے وہ لسٹ نہ پڑھی بلکہ پہلے غلام کی طرح وہ رقم کپڑے خریدنے پر لگا دی اور مزید یہ ہوا کہ بری قسم کا کپڑا خریدا۔ کیا اس کا مالک ایسا کرنے پر اسے جھڑکے گا نہیں اور سخت سزا نہیں دے گا ایسی بڑی حماقت پر؟

اے میرے نفسانی خواہشات رکھنے والے نفس اور میرے دوست: تم یہاں پر تمہارا زندگی کا سرمایہ اور اہم قوتیں مادی خوشیوں کے حصول کے لیے اور عارضی زندگی گزارنے پر خرچ کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم آخری درجے پر گر جاؤ گے اگرچہ تم صفات کے لحاظ سے کتنے ہی زیادہ فوقیت رکھتے ہو جانوروں پر۔

اے میرے بے راہ نفس اگر تم زندگی کا مقصد، فطرت اور اس کی ہیت کو سمجھنا چاہتے ہو اور زندگی میں مکمل خوشی چاہتے ہو تو اللہ کے خزانوں میں پوشیدہ نعمتوں کو اپنی جسم کی قوت مدرکہ کے ترازو میں ان کو تولو اور اپنے جسم کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کرو۔ اپنے احساسات، رجحانات اور استطاعت کے ذریعے سے جو تمہاری فطرت میں شامل ہے۔ ان پوشیدہ خزانوں کی تلاش کرو۔ کام اور مظاہر۔ اس کے الہامی مقدس ناموں کے ذریعے سے اس واحد مقدس ہستی کی پہچان کرو۔

اس نمائش کی جگہ پر، اس کے مقدس ناموں کے باریک مظاہر جیسا کہ تمہاری قوت مدرکہ، استطاعت اور قابلیت کے ذریعے سے تمام مخلوقات کے سامنے شعوری طور پر اس کو نمایاں کرو۔ اپنی بندگی اور غلام کا اس خالق کی عدالت میں برملا اظہار کرو یعنی زبان کی حیثیت کے مطابق۔ اس طرح جیسا کہ ایک فوجی سپاہی اپنے بادشاہ کے سامنے اسی کی ہی عطا کی ہوئی چیزوں کی سجاوٹ کے ساتھ پیش ہوتا ہے اور اللہ کی نوازشوں کی نشانیوں کا اظہار کرو اور اپنے آپ کو شعور اور قابلیت کے زیورات سے سجاؤ جو اللہ کے مقدس ناموں کے اظہار میں پوشیدہ ہیں اور اپنے آپ کو لافانی شہادت کے طور پر پیش کرو۔

تمام جاندار اپنے خالق کی عبادت کرتے ہیں اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔ شعوری اور غیر شعوری طور پر ان قوانین کا احترام کرتے ہوئے جو اس نے ان کی زندگیوں کے لیے تشکیل دیے ہیں۔

یہ ان کی تخلیق اور زندگی کا بڑا مقصد ہے۔ پس تمہیں شعوری طور پر اس کی تابع فرمانی کرنا چاہیے اس کی عبادت اور بڑائی بیان کرنا چاہیے اور اپنے اعمال کے ذریعے سے اس کی شہادت اور عکس کو ثابت کرنا چاہیے۔ اپنی ناقص صفات (مثال کے طور پر جزوی علم ،طاقت اور مرضی) کا بطور پیمائش کا پیمانہ استعمال کرتے ہوئے اپنی کم مائیگی اور اس قادر مطلق خالق کی مکمل صفات اور مقدس خصوصیات کو پہچانو۔ مثال کے طور پر تم ایک خوبصورت اور منظم مکان تیار کرتے ہو اپنی محدود خوبیوں کے استعمال کے ذریعے۔ پس سمجھو کہ اس کائنات کے محل کا خالق آپ سے کہیں زیادہ طاقت والا ،دانشمند اور زیادہ استطاعت رکھنے والا ہے۔ جیسا کہ مالک کی وحدت اور معمار کی ربوبیت سے، جسے تم اپنی زبان سے ہر ایک کو بیان کر سکتے ہو اور کرنا بھی چاہیے؟ اپنی کمزوری اور لاچارگی غربت اور ضرورت سے اس آقا کی امارت اور اس کی الہامی طاقت کے مظاہر کے درجوں کو اخذ کرو۔ ایسا جیسا کہ خوراک کی اقسام اور ذائقے سمجھ میں آتے ہیں یا منفرد ہوتے ہیں تمھاری بھوک اور ضرورت کے مطابق اس کی لامحدود الہامی طاقت اور امارت کے درجات کو سمجھو اپنی لامحدود لاچارگی اور غربت کے ذریعے۔

مختصراً، وہ تمہاری زندگی کے مقاصد ہیں اور ان کی فطرت کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نیچے آتا ہے۔'' یہ الہامی ناموں سے پیدا ہونے والے عجائبات کی ایک لسٹ ہے الہامی صفات کو جاننے کا پیمانہ ہے، کائنات میں جہانوں کو جاننے کا ایک یونٹ ہے، عظیم کائنات کا ایک کیٹلاگ ہے۔ کائنات کا ایک نقشہ ہے اور اس کے پھل یا چھوٹی شکل وصورت ایک چابیوں کا گچھا ہے جس کے ذریعے الہامی طاقت کے پوشیدہ رازوں کو کھولا جا سکے۔ اور ایزدی قابلیت کا ایک عمدہ شاہکار ہے جن میں تمام مخلوقات منعکس ہیں اور وقت کے لحاظ سے نمایاں ہیں۔

یہ تمہاری زندگی اور اسکے مقصد کی ظاہری اور قابل مشاہدہ شکل کو واضح کرتی ہے۔ تمہاری زندگی ایک نقش کیا ہوا لفظ ہے۔ طاقت کے حکم کے ذریعے لکھا ہوا دانشمندی کے اظہار والا لفظ۔ اس کے مشاہدہ اور شعور نے الہامی خوبصورت ناموں کو واضح کر دیا ہے۔ تمہاری زندگی کا مطلب ایک آئینہ ہے خدا کی وحدانیت کو اور لافانی مددگار کے الہامی مظاہر کو منعکس کرنے کے لیے۔ اس کائنات میں دکھائے گئے تمام الہامی ناموں کے مرکزی نقطہ کی جامعیت کے ذریعے یہ ایک آئینہ کے طور پر کام کرتا ہے اس یکتا مددگار اور لافانی ہستی کے عکس کو نمایاں کرنے کے لیے۔

جیسا کہ تمہاری زندگی میں خوشی کی تکمیل کے لیے یہ لافانی سورج کی روشنی سے محبت اور اس کی پہچان ہیں تمہاری زندگی کے آئینہ میں سے تمہارے شعوری ہونے کے اظہار کے لیے جو کہ اللہ کی محبت میں گم ہے اور تمہارے دل میں اسکی محبت کی روشنی کا عکس بنانے کے لیے۔ اس کے نتیجہ میں حدیث

قدسی تمہارے حکام کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہے ''اللہ نے کہا: میں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں سما سکتا ہوں اگر سما سکتا ہوں تو صرف مومن کے دل میں''

پس اے میرے نفس تمہاری زندگی جو تمہیں دی گئی تا کہ تم انتہائی اعلیٰ مقاصد کو پہچان سکو۔ جیسا کہ تمہارے پاس طاقت ہے اس قیمتی خزانہ کو حاصل کرنے کی اور تم کس طرح سوچ سکتے ہو اس کو ضائع کر دو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اور عارضی دنیاوی لذتوں کو پانے کے لیے۔ پس ضائع نہ کرو اس کو اور اس حلف کو یاد کرو اور نیچے دی گئی آیات میں سچائیوں کو دیکھو اور ان کے مطابق عمل کرو۔

''قسم سورج کی اور اس کے دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے اور دن کی جب اس کو روشن کرے اور رات کی جب اُس کو ڈھانک لیوے اور آسمان کی جیسا کہ اس کو بنایا اور زمین کی اور جیسا کہ اُس کو پھیلایا۔ اور جی کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنانا پھر سمجھ دی اس کو ڈھٹائی کی اور بچ کر چلنے کی۔ تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوار لیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا''۔

(91:1-10)

اے اللہ کے پیغمبر آسمان کے سورج میری نبوت کے جھرمٹ کے چاند اور اس کے خاندان اور ساتھیوں پر جو کہ ہدایات کے ستارے ہیں ان پر رحمتیں اور امن نازل فرما۔ ہم پر اور تمام ایمان والوں پر رحمت فرما۔ آمین۔ آمین۔ آمین

اکیسواں لفظ

نماز

نوٹ: ''یہ لفظ دو مقامات پر مشتمل ہے لیکن اس کتاب میں ایک ہی مقام شامل ہے''

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے

پہلا مقام

اس نیچے دی گئی آیت پر غور کرو۔

''یقیناً نماز ایمان والوں کے لیے ایک مقرر ہدایت ہے''۔

ایک دفعہ ایک معروف اور سماجی طور پر اہم بوڑھے شخص نے مجھے کہا ''نماز تو ٹھیک ہے مگر ایک دن میں پانچ نمازیں بہت زیادہ ہیں اور یہ پریشان کرتی اور تھکا دیتی ہیں'' ایک طویل عرصہ کے بعد میری نفسانی روح نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا میں نے یہ محسوس کیا کہ اس کی سستی شیطانی خیال کو سننے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ الفاظ برائی کی طرف مائل ارواح کی زبان سے بولے گئے ہیں اس لیے میں نے اپنے آپ سے کہا ''کیونکہ جو روح برائی کا حکم دیتی ہے اور جو شخص اپنی روح کو درست نہیں کر سکتا وہ دوسروں کو کیسے کر سکتا ہے۔ میں اپنی ہی روح سے یہ شروع کروں گا'' میں نے کہا ''اے روح یہ اس کے بدلہ میں بھٹکے ہوئے الفاظ ہیں جو کہ کاہلی کے بستر اور سستی کی حالت میں کہے گئے ہیں پانچ تنبیہات نشر کرتا ہے''

پہلی وارننگ

اے کم بخت روح، کیا تمہاری زندگی مستقل ہے؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اگلے سال تک یا اگلے لمحہ میں یہاں ہوگی۔ یہ محض تمہارا خیال ہے کہ تم یہاں ہمیشہ کے لیے رہو گی۔ تم اس طرح شکایت کرتی ہو جیسا کہ تم نے یہاں لافانی خوشی کے لیے ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اگر تم نے یہ سمجھا کہ تمہاری زندگی

مختصر ہے اور بیکار گزارنی ہے تو تم نماز کو سمجھو گے کہ یہ بوریت سے بہت دور ہے بلکہ یہ ایک بہت نفیس خوشگوار، آسان اور خدمت کا اعلیٰ کام ہے اور یہ حقیقی اور لافانی زندگی کے حصول کے لیے ایک ذریعہ ہے اور یہ حقیقی معنوں میں بہادر بناتی ہے اور خوشی عطا کرتی ہے۔

دوسری وارننگ

اے میری پیٹو روح تم روزانہ کھاتی ہو پیتی ہو اور سانس لیتی ہو لیکن یہ مصروفیات تمہیں پریشان نہیں کرتی کیونکہ یہ ضروریات بار بار پیدا ہوتی ہیں جب پوری ہوتی ہیں تو آپ خوش ہوتے ہو۔ اس لیے روزانہ پانچ نمازوں کو بھی تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ضروری بقا کے لیے کشش ثابت ہوتی ہیں اور تمہارے جسم کے حصوں اور زندگی کے لیے پانی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر تمہارا دل، روح اور باطنی روحانی استطاعت۔ ایک دل جوکہ بے شمار درد اور دکھوں سے نبرد آزما ہوتا ہے اور لامحدود خوشی اور خواہشات کی طرف مائل ہوتا ہے اس کی غذا اور قوت حاصل کی جاسکتی ہے اس تمام رحم کرنے والے اور سخی کے دروازے پر دستک دینے سے۔ ایک روح کے لیے جوکہ اجسام کے ساتھ پیوست ہے اور دوسری دنیا میں آسانی سے سفر کرتے ہوئے جدائی کی آوازوں کے درمیان اپنی زندگی کے لیے پانی حاصل کرتی ہے پانچ نمازوں کے ذریعے سے جوکہ اس ہمیشہ باقی رہنے والے محبوب کے کنویں سے ملتا ہے۔ ایک باشعور باطنی دنیا، ایک تابندہ روحانی استطاعت کی فطرت لافانیت کی خواہش رکھتی ہے جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا۔ جیسا کہ ایک لامحدود نفیس اور باریک عکس ہو اس لافانی ہستی کا۔ اور سکون اور نجات کی ہوا اس کی اہم ضرورت ہے تاکہ یہ دنیاوی زندگی کی پریشان کن، تباہ و برباد کرنے والی مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔ یہ نماز کی کھڑکی سے ہی صرف سانس لے سکتی ہے۔

تیسری وارننگ

اے بے صبر روح تم کیوں سوچتی ہو ماضی کی عبادت کی مشکلات، نماز کی ادائیگی میں مصائب اور پریشانیوں کے بارے میں؟ تم پریشان کیوں ہو؟ اور تم مستقبل کی عادت اور نماز کی مشکلات کے لیے اور مستقبل کی بدقسمتی کے درد کے لیے کیوں پریشان ہو؟ اور تم بے صبر کیوں ہو؟ تم اس بے وقوف کمانڈر کی طرح ہو جوکہ دشمن کی فوج کا ایک دستہ دیکھتے ہوئے اپنی فوج کو دائیں جانب اکٹھا کرتا ہے اور اسکا اہم حصہ درمیان میں لگا دیتا ہے۔ یہ اس کے اپنے سنٹر کو کمزور کر دیتا ہے۔ اگر دشمن کی فوجیں بائیں جانب میں ہیں جبکہ وہ کمانڈر ایک بہت بڑا دستہ ادھر بھیجتا ہے اس کو فائر کرنے کا حکم دیتا ہے

اس طرح اپنے سنٹر کو مزید کمزور کر دیتا ہے یہ دشمن کو حملہ کرنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے اور آخر کار وہ اس کے فوجی دستوں کو تباہ برباد کر دیتے ہیں۔

مزید براں، ماضی کی پریشانیاں اب ایک رحم کی طرح ہیں انکا درد ختم ہو چکا اور انکی خوشی باقی ہے مشکلات رحمتوں میں تبدیل ہو گئیں اور امتحانات نوازشوں میں، پس تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اسکی بجائے نیا جذبہ اور نیا ولولہ پیدا کرو اور اسکو جاری رکھنے کے لیے انتہائی محنت کوشش کرو۔ تم مستقبل کے بارے میں کیوں پریشان ہو جبکہ وہ ابھی تک پہنچا نہیں ہے یہ ایسے ہی مضحکہ خیز بات ہے جیسا کہ مستقبل میں لگنے والی پیاس اور بھوک کے متعلق سوچنا اور ہر وقت پریشان ہونا کیونکہ یہ ایک سچائی ہے اور صرف آج کے دن کی فکر کرو اور چوبیس گھنٹوں میں سے ایک کے بارے میں سوچو اور کہو" میں خدمت کا عظیم کام کر رہا ہوں جس کا بدلہ بہت زیادہ ہے اور کوشش بہت کم" تمہاری تلخ مایوسی خوشگوار کوشش میں بدل جائے گی۔

اے بے صبر روح! تم تین اقسام کے استحکام سے لیس ہو: عبادت، گناہ سے بچاؤ، اور مستقل بدقسمتی، اور جو تیسری وارننگ میں سچائی ہے اس سے رہنمائی حاصل کرو۔ اور پکارو" اے بہتر استقامت بخشنے والے" اور ان تین قسم کے استحکام سے قوت حاصل کرو بہتر راستے پر اللہ کی دی ہوئی استقامت کا استعمال ہر ایک مشکل اور بدنصیبی کے لیے کافی ہوگا پس اس طاقت کے ساتھ رہو۔

چوتھی وارننگ

اے بے وقوف روح! کیا یہ عبادت کا فرض اتنا بے فائدہ ہے اور اسکا بدلہ اتنا چھوٹا ہے کہ تم پریشان ہو؟ اس پر غور کرو اگر کوئی شخص تمہیں رقم دیتا ہے یا تمہیں خوفزدہ کرتا ہے تم کام کرو جب تک کہ شام ہو جائے بغیر کسی تاخیر کے۔

کیا پانچ نمازیں بیکار ہیں؟ کیا یہ تمہارے کمزور دل کے لیے خوراک نہیں ہیں اس دنیا کے بڑے مہمان خانے میں، کیا یہ تمہاری قبر میں روشنی نہیں ہیں (جو کہ ایک مقام ہے لافانی زندگی کا) کیا یہ روز محشر کے لیے ایک ثبوت اور تصدیق نہیں ہے؟ کیا یہ پل صراط کے لیے روشنی نہیں ہے جس سے تم کو گزرنا ہے؟ کیا اس کا بدلہ اتنا ہی چھوٹا ہے؟ اگر کوئی تم سے اپنی موجودگی کا وعدہ کرے تو تم اس کے لیے کئی گھنٹے کام کرو گے۔ اگرچہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے وعدہ سے منحرف ہو جائے تم اس پر یقین رکھو گے اور بلا تاخیر کام کرو گے۔

اس مسئلہ پر غور کریں۔ ایک جو کوئی اپنے وعدہ کو کبھی نہیں توڑتا اور تمہیں جنت جیسا بدلہ دے گا اور لافانی خوشی کی طرح تحفہ عطا کرے گا۔ وہ تمہیں ایک خوشگوار فریضہ کے ساتھ مختصر وقت کے لیے ملازمت دیتا ہے اگر تم اس کو چھوڑتے ہو ادھورا اور اس طریقے سے کام کرتے ہو جو اس کے وعدے پر الزام لگائیں، یا ہچکچاہٹ کے ساتھ کام کرو اس کے تحفہ کو کم اہم سمجھتے ہو تو پھر کیا تم سخت جھڑکی اور ایک خوفناک سزا کے مستحق نہیں ہو جاؤ گے۔ جبکہ تم قید کے خوف سے اس دنیا میں بغیر کسی کاہلی کے بہت سخت کام کرتے ہو تم دوزخ جیسی لافانی قید سے خوفزدہ نہیں ہو یا نماز جیسی عبادت کے خوشگوار کاموں کے لیے ولولہ نہیں دکھاتے ہو۔

پانچویں وارننگ

اے دنیاوی ذہن رکھنے والی روح: کیا تم عبادت میں اتنی سست ہو اور مقررہ پانچ نمازوں کے لیے طاقت نہیں رکھتی ہو صرف دنیاوی کاروبار کی وجہ سے کیا تمہیں وقت نہیں ملتا اپنی روزی کمانے کی کوشش کی بدولت؟ کیا تم صرف اس دنیا کے لیے ہی تخلیق کی گئی ہو؟ کیا ایسا تمام وقت ان کاموں کے لیے صرف کرنا مناسب ہے؟

تمہاری استطاعت تمہیں تمام مخلوقات پر فضیلت بخشتی ہے لیکن ایک چڑیا تم سے زیادہ بہتر کام کرتی ہے جب یہ روزانہ کی ضروریات پورا کرتی ہے اور بطور انسان تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اس حقیقی ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لیے کام کرو۔ تم ایک جانور نہیں ہو۔ بہت سے دنیاوی کام تمہارے لیے بہت چھوٹے اور بے فائدہ ہیں اور تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور ابھی تک تم تمام اہم چیزوں کو چھوڑتے ہوئے اپنا وقت بے کار معلومات کے حصول کے لیے خرچ کرتے ہو جیسا کہ اگر تمہارے پاس اس دنیا میں رہنے کے لیے ہزاروں سال موجود ہیں۔ مثال کے طور پر۔ تم زحل سیارے کے ائرو کے متعلق کیوں پریشان ہو یا امریکہ میں کتنے مرغ پائے جاتے ہیں۔ کیا تم علم فلکیات میں ڈگریٹ کی ڈگری کے لیے تیاری کر رہے ہو یا مویشیوں کے متعلق شماریات اکٹھے کر رہے ہو؟

اگر تم کہتے ہو "روزی کمانے کے لیے ضروری تقاضوں نے تجھے نماز سے دور رکھا اور تم تھک جاتے ہو۔ میرا جواب یہ ہوگا: فرض کریں کہ تم ایک ڈالر کی اجرت کے لیے روزانہ کام کرتے ہو اور کوئی شخص تمہیں کہتا ہے "دس منٹ کے لیے زمین کھودو اور تمہیں سو ڈالر کی قیمتی رقم مل جائیگی" اگر تم جواب دیتے ہو، نہیں میں نہیں کرونگا کیونکہ میرا باس میرے اس میں سے پیسے کم کرے گا اور میں کم پیسے حاصل کروں گا" تم دیکھتے ہو کہ یہ دلیل کتنی بے وقوفانہ ہے یا تم اپنے باغ میں اپنی روزی کمانے کے لیے کام کرتے ہو۔

اگرتم مقررہ نمازیں چھوڑ دیتے ہو تو تمہارے کام کا سارا پھل اس دنیاوی۔ معمولی اور بے فائدہ روزی تک ہی محدود ہوگا۔ تاہم اگر تم باقی ماندہ وقت میں نماز ادا کرتے ہو تو تمہاری روح زندہ ہو جائے گی اور تمہارا دل سکون پائے گا۔ تم پتھر کی دو عدد کانیں بھی دریافت کرو گے جو تمہاری دنیاوی روزی کے لیے اہم ذرائع ہونگی اور آخرت کے لیے بھی۔ پہلی: اچھی نیت کے ساتھ تم اپنے باغ کے پودوں اور درختوں میں پائی جانے والی نعمتوں میں اپنا حصہ حاصل کرو گے۔ دوسری: جو کچھ تم پیدا کرتے ہو وہ یہاں پر لوگ یا جانور کھا جاتے ہیں اور تمھیں اگلے جہاں میں خیرات کی طرح واپس کیا جائے گا۔ لیکن یہ صرف اس وقت ہوگا جب تم حقیقی رازق کے نام پر کام کرو گے اور اس کی حدود کے دائرہ میں رہو گے اور اپنے آپ کو اس کی مخلوقات میں تقسیم کرنے والا کارندہ ہی سمجھو گے۔

دیکھو تم بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے اگر تم نماز نہیں پڑھتے اور ایک بہت بڑی دولت ضائع کرو گے اور تم ان دونوں کانوں سے محروم ہو جاؤ گے جو تمہاری کوششوں کے مقاصد اور کاموں کے لیے مضبوط حوصلہ مہیا کرتی ہیں تمہاری عمر میں تمہاری پریشانی بڑھتی جائے گی اور تم کہو گے "میرے ساتھ یہ کیا ہوا ہے" میں کسی بھی طریقے سے یہ دنیا چھوڑ رہا ہوں پس تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ لیکن وہ لوگ جو اپنی روزی کے لیے کام اور دعا کرتے ہیں کہتے ہیں "میں اپنی فرض عبادت کو سخت کوشش کے ساتھ ادا کروں گا اور جائز اور ایمانداری سے اپنی روزی کماؤں گا تا کہ میں اپنی قبر میں روشنی پیدا کر سکوں اور آخرت میں اپنی زندگی کے لیے زیادہ مراعات حاصل کر سکوں"۔

مختصراً اے روح کل تمہارا ساتھ چھوڑ چکا ہے اور آنے والے دن کی کوئی گارنٹی تمہارے پاس نہیں۔ تمہاری زندگی آج پر مشتمل ہے کم از کم ایک گھنٹہ مسجد کے لیے یا جائے نماز کے لیے نکالو جو کہ ایک بکس ہے آخرت کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے کا۔ اپنا وقت اپنے حقیقی مستقبل کے لیے وقف کر دو۔ ہر نیا دن ایک نئی دنیا کا دروازہ کھولتا ہے۔ اگر تم نماز نہیں پڑھتے تو تمہاری اس دن کی دنیا تاریک اور بدبخت ہو جائے گی اور نشانیوں کی دنیا میں جہاں غیر مرئی اہم شکل وصورت کی ہستیاں موجود ہیں تمہارے خلاف شہادت دیں گی۔

ہر دن ہر ایک کے لیے ایک نجی دنیا ہے اور اس کی فطرت ہر بندے کے دل اور اعمال پر منحصر ہے جو اسکی دنیا میں سمائے ہوئے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک آئینہ ایک خوبصورت محل کے عکس کو دکھاتا ہے اور آئینہ کا رنگ اور کوالٹی فرض کی جاتی ہے جیسا کہ ایک ایسا بے ڈھنگ آئینہ ہو جو عمدہ چیزوں کو گھٹیا دکھائے پس کیا تم اپنی دنیا کی شہادت دیتے ہو یا اس کی مخالفت کرتے ہو۔

اگر تم نماز پڑھتے ہو اور اس تمام قادر مطلق بنانے والے کی طرف رجوع کرتے ہو تو تمہاری نجی دنیا اچانک جگمگا جائے گی۔ نماز ایک اس برقی رو کی طرح ہے جو نماز پڑھنے کی نیت کرنے سے ہی روشن ہو جاتی ہے۔ یہ تمہاری تاریکی کو منتشر کر دیتی ہے اور تمہاری دنیا کی بے راہ روی اور ہنگامہ آرائی کی تبدیلیاں اور حالتیں، بناتی ہے اور اس الہامی طاقت کے بامعنی ترتیب اور دانشمند نظام کے مقصد کو بھی ظاہر کرتی ہے یہ تمہارے دل پر اس آیت کی روشنی بھی بکھیرتی ہے "اللہ ہے نور آسمانوں اور زمین کا" اور اپنے عکس سے اس دنیا کو روشن کرتے ہوئے وہ جو نور تمہاری دنیا کے لیے ایک شہادت بن جاتا ہے اس کی تابندگی کے ذریعے۔

کبھی بھی نہ کہو "میری نماز کا کچھ بھی مقصد نہیں ہے جب اس کا حقیقت کے ساتھ موازنہ کیا جائے جیسی کہ نماز ہونی چاہیے" جیسا کہ کھجوروں والا پتھر اپنے اندر ایک درخت رکھتا ہے (فرق صرف اختصار اور مکمل کاملیت کا ہے) ایک عظیم مشائخ کی نماز مکمل طور پر اس نور کا حصہ ہے جب ہماری عام لوگوں کی نماز ذرا کم حصہ رکھتی ہے۔ مگر تمہیں اس کا شعور نہیں ہے حالانکہ اس میں سچائی کا راز پنہاں ہے۔ تاہم ہماری سوچ اس سچائی کے متعلق ہمارے اپنے درجات کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔

جیسا کہ اس کھجور والے پتھر اور اس کے نتیجہ میں اگنے والے مکمل درخت میں درجات اور مقامات کا فرق ہے اسی طرح ہماری نمازوں کے ادا کرنے میں ممکنہ بہت فرق ہیں ہمارے مختلف درجوں اور مقامات کے تاہم اس روشنی کی بنیاد ہر درجے اور مقام پر موجود ہے۔

"اے خدا اس پر اپنی رحمتیں اور امن نازل فرما جس نے کہا: "مقررہ نمازیں دین کا ستون ہیں" اور اس کے خاندان اور ساتھیوں پر۔

کچھ بدیع الزماں سید نورسی کے بارے میں

وہ شخص جو اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اس کے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت، بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق کی طرف بلائے وہ یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔ ایسا شخص جسے قید و بند اور جلا وطنی کی صعوبتیں، حکومتی جبر و استبداد اور پُر تشدد وسطائی اور جان لیوا سازشوں کا جال متزلزل نہ کر سکے، جس نے ڈیتھ سکواڈ کے سامنے کلمۂ حق کو بلند کیا وہ "سیّد نورسی" ہے۔

سیّد نورسی آج سے تقریباً سوا صدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ مشرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نورسی مشہور ہوئے۔ وہ اپنی ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دورانِ مناظرہ اس وقت کے کئی جید علما کو اپنے پُر مغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں "بدیع الزماں" یعنی زمانے کا اعجاز کا لقب عطا فرمایا۔

بدیع الزماں سید نورسی کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے تاکہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلباء کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینوی تعلیم پانے والے طلباء کو شدت پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے۔

اپنی طویل ترین جد و جہد کے دوران بدیع الزماں سید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زور پر "رسالۂ نور" کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

بدیع الزماں سید نورسی کی دیگر کُتب

- معجزاتِ رسول ﷺ
- عکسِ وجودِ باری تعالیٰ
- قرآن حکیم کے کھلے راز
- اسلام: انسانی خوشی کا دروازہ
- یومِ آخرت: حیات بعد الموت
- وجودِ ہستی اور تصوّرِ توحید

Email:info@jbdpress.com

www.jbdpress.c